قال الحواریون نحن انصار اللّٰہ

نحن انصار اللّٰہ

مجلس
انصاراللّٰہ
کینیڈا
کا
ترجمان
مجلہ

لا اله الا الله محمد رسول الله
THERE IS NO GOD BUT ALLAH.
MUHAMMAD IS THE MESSENGER
OF ALLAH.

بسم الله الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان مجلہ

نحن انصار اللہ

احسان 1378ہش جون 2000ء
جلد نمبر ا　شمارہ نمبر ا

☆ نگران اعلیٰ ☆
مولانا نسیم مہدی
امیر و مشنری انچارج کینیڈا

☆ مدیر ☆
ناصر احمد وینس

☆ معاون ☆
سعید احمد مجید

☆ مینیجر ☆
محمد زبیر منگلا

☆ صدر مجلس انصار اللہ
ملک کلیم احمد

فہرست مضامین

o دینی اقتباسات
o اداریہ
o خصوصی پیغام محترم امیر صاحب
o خلافت کی رہنمائی
o مشاہدات و تاثرات
o مقدمات کے پس منظر میں
o ایک مکتوب ایک مقالہ
o قبولِ احمدیت کی داستاں
o مجلس انصار اللہ کی تصویری جھلکیاں
اور بہت کچھ

ناصر احمد وینس
تاریخ 5 جولائی 2001ء مقام: ٹورانٹو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغامِ ربانی

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورہ نور :۵٦)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے، وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے، وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ (تفسیر صغیر)

ارشادِ نبویؐ

تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً جبریۃ فیکون ما شاء اللّٰہ ان یکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃً علی منہاج النبوۃ ثم سکت

(مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر ص٤٦١)

"تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔"

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"نبوت وخلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا، ہمیشہ اِس سنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ . . . اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے

● اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

● دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔"

(الوصیت)

بسم اللہ مجرھا و مرسھا

بفضل اللہ تعالیٰ مجلس انصاراللہ کینیڈا کا اولین ترجمان ''نحن انصار اللہ'' اپنی پہلی اشاعت کے ذریعے پرنٹ میڈیا کی شاہراہ پر اس عزم کے ساتھ اور اس مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عازمِ سفر ہونے جا رہا ہے کہ:

۱۔ جماعت احمدیہ کی دعوتِ الی اللہ کی مہم اور علمی و قلمی جہاد میں انصاراللہ بھی اپنا مقدور بھر حصہ ڈال سکے۔

۲۔ کینیڈا کی جملہ مجالس انصاراللہ کی مختلف مجلسی سرگرمیوں ،اجتماعات اور ماہانہ کارگزاری رپورٹس کی کوریج کے ذریعے باہمی مسابقت کا جذبہ فزوں تر کرنے کی تحریک و امنگ پیدا کی جا سکے۔

۳۔ انصار بھائیوں کے علمی و ادبی ذوق کی تسکین کی خاطر جماعت احمدیہ کینیڈا کی دیگر ذیلی تنظیموں کے ترجمان جرائد کی طرح اس تنظیم کا بھی اپنا ایک الگ مجلّہ (جس کی ضرورت و اہمیت کافی مدت سے شدید طور پر محسوس کی جا رہی تھی) موجود ہو، تا کہ انصار بھائیوں کی زندگی کے بیتے سالوں میں پیش آنے والے دینی، علمی یا مختلف النوعیت دلچسپ واقعات (جو وقت کی دبیز تہوں میں دبے پڑے ہیں) دوسروں تک پہنچانے کا ایک مناسب پلیٹ فارم میسر آ جائے۔

۴۔ مذکورہ بالا بنیادی و اہم مقاصد کے ساتھ ساتھ اس مجلّے کے آغاز کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی پر حاسدین و معاندین احمدیت کے اس مخالفانہ پراپیگنڈے ،غلط فہمیوں پر مبنی مواد اور من گھڑت خبروں و بہتان طرازیوں کا موثر رنگ میں جواب دیا جا سکے جنہیں بعض جرائد محض شرارت اور سنسنی خیزی پیدا کرنے کی خاطر اچھالتے رہتے ہیں۔

اِن چند معروضات کے ساتھ انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ اب جبکہ دوستوں کی خواہش اور مطالبے پر ''نحن انصار اللہ'' کی اشاعت کا ڈول ڈال دیا گیا ہے، اب یہ مجلّہ آپ سب کی قلمی معاونت کا رہینِ منت ہے۔ یہ قطعاً ضروری نہیں کہ آپ بہت اچھا لکھنے والے یا منجھے ہوئے ادیب و شاعر ہوں۔ آپ اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات ،جو دوسروں کی دلچسپی کے حامل ہوں یا اگر آپ نے خود احمدیت قبول کی تھی تو اس کا تذکرہ یقیناً پڑھنے والوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔ آپ بے شک سیدھے سادے الفاظ میں لکھ کر بھجوا دیجیے ،اس کی نوک پلک ادارہ خود درست کر لیا کریگا۔

بارگاہِ رب العزّت میں دعا ہے کہ وہ اس مجلّہ کے اجراء کو ہر خاص و عام کے لیے مفید، دلچسپ اور دعوت الی اللہ جیسے حقیقی و ارفع مقصد کے حصول کا پیش خیمہ ثابت فرمائے۔ آمین

اظہار تشکر

اس مجلّہ کے اجراء کے سلسلہ میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا ،مولانا نسیم مہدی صاحب کی خاص الخاص مربیانہ سرپرستی ادارہ کے مسلسل شامل حال رہی، جس کے لئے ہم امیر صاحب کے از حد ممنون ہیں۔

اسی طرح اسکی تیاری کے مختلف مراحل میں بہت سے معاونین کی فنی معاونت بھی کارفرما رہی جس کے لیے ادارہ ان سب کا فرداً فرداً شکر گزار ہے۔ مزید برآں ان تمام دوستوں کا بھی بہت مشکور ہے جنہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اپنے رشحاتِ قلم سے نوازا۔ امید ہے کہ قارئین اپنی آراء سے آگاہ فرمائیں گے۔ فی امان اللہ

ایڈیٹر ''نحن انصار اللہ''

پیغام ۔۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

برادرم مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ کینیڈا اپنا رسالہ ''نحن انصاراللہ'' کے نام سے شروع کر رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کی اشاعت کو آپ سب کے لیے بہت بہت بابرکت فرمائے (آمین)

آپ نے رسالہ کا جو نام چنا ہے وہ بہت ہی مناسب ہے نحن انصاراللہ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہیں یا یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نوکر ہیں۔ ''نحن انصاراللہ'' کا لفظ قرآن کریم میں دو مرتبہ آیا ہے ،اول سورۃ آلِ عمران آیت ۵۳ میں اور دوسری مرتبہ سورۃ الصف آیت ۱۵ میں۔ دونوں جگہ یہ الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے استعمال فرمائے ہیں۔ سورۃ آلِ عمران میں یہ ذکر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محسوس فرمایا کہ لوگ ان کا انکار کریں گے تو آپ نے اپنے حواریوں سے پوچھا کہ خدا کے دین اور خدا تعالیٰ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کون ہیں جو میری مدد کریں گے اس پر حواریوں نے جواب دیا کہ ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں دوسرے الفاظ میں انصاراللہ ہیں۔ لیکن سورۃ صف میں مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ تم انصاراللہ بن جاؤ اور پھر کما کا لفظ تشبیہ کے طور پر بیان فرمایا کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے یہ سوال فرمایا تھا کہ کون خدا کی خاطر میرا مددگار ہے اور اس پر انھوں نے جواب دیا تھا کہ ہم انصاراللہ ہیں۔

اس لیے محض یہ سمجھنا کہ یہ گزشتہ تاریخ کا حوالہ ہے درست نہیں بلکہ مومنوں کو حکم ہے کہ وہ انصاراللہ بنیں ۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مثیلِ عیسیٰ بن کر آئے ہیں اور ہم آپ کے پیروکار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح ہیں۔ جسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام حضرت رسول اکرم ﷺ کا غلام ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہے اسی طرح آپ کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سے افضل ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ بہتری اور افضلیت احمد ﷺ کے غلام ہونے کے وجہ سے ہے۔ اس لیے ہماری افضلیت بھی حضرت رسول اکرم ﷺ اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں ہے۔ محض زبانی طور پر افضلیت کا اعلان کچھ معنی نہیں رکھتا۔ ہم نے اپنے قول اور فعل سے اور اپنی قربانیوں سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم واقعی ان سے بڑھ کر ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے اور اس کے لیے ہمیں رات دن محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق دے اور پہلوں سے بہت بڑھ کر اور بہتر طور پر ''انصاراللہ'' بننے کی توفیق دے (آمین)

والسلام　　خاکسار　　نسیم مہدی

خلافت کی رہنمائی ہی کامیابی کی ضمانت ہے

مولانا محمد اسماعیل منیر

مجھے خوب یاد ہے عاجز ماریشس میں دوسری مرتبہ ۱۹۶۶ میں پہنچا تو وہاں انگریزوں سے آزاد ہونے کے نعرے لگ رہے تھے ۔ ہندوستانی وہاں کی کل آبادی ۷ لاکھ میں سے ۲۷ پریسنٹ تھے اور ان میں ہندوؤں کی کثرت تھی جو کل آبادی کا ۵۲ پریسنٹ بنتے تھے. وہ سب سے زیادہ دلچسپی آزادی حاصل کرنے میں لے رہے تھے . جبکہ عیسائی اور مسلمان ہندوؤں کی حکومت سے خائف تھے کہ کہیں وہ انڈیا کے کنٹرول میں ہی نہ چلے جائیں۔ بہر حال انگریزوں نے آزادی کے مطالبہ کے سامنے دوسرے ممالک کی طرح یہاں بھی اپنا سر جھکا دیا اور برطانیہ کے انڈر سیکرٹری ۱۹۶۷ کے اگست میں ماریشس بنفس نفیس پہنچے. تا مقامی نمائندوں کے ساتھ آزادی کی تاریخ مقرر کر سکیں جو باہمی مشورہ سے ۱۲ مارچ ۱۹۶۸ مقرر ہوئی اور اسکا اعلان ایک پریس کانفرنس میں برطانیہ کے نمائندہ جان اسٹون ہاؤس نے کیا۔

اس موقع پر عاجز نے انہیں مبارک باد دی اور احمدیہ جماعت کی طرف سے قرآن مجید ترجمہ انگریزی بطور تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بصد شکریہ قبول فرمایا۔

آزادی کی تاریخ مقرر ہونے پر حکومتی پارٹی نے جشن آزادی منانے کے لئے انتظامات شروع کر دیئے اور مخالف لوگوں نے مخالفت میں حد کردی۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ افواہ بھی پھیلا دی کہ ماریشس تو صرف پچیس تیس میل پر مشتمل جزیرہ ہے اسکو ہم بموں سے اڑا دیں گے تو آزادی کے خواہاں بھی ساتھ ہی ڈوب جائیں گے۔ طرفین کی کاروائیاں دن بدن زور پکڑنے لگیں ہمیں فکر ہوا کہ ہم کیا کریں جس پر سوچا اور بہت سوچنے کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں رہنمائی کے لئے خط لکھا جس کا جواب فوراً ملا کہ آزادی تو ہر انسان کا بنیادی حق ہے آپ جشن آزادی میں خوب حصہ لیں۔ عاجز نے اس خط کے ملنے پر فوری طور پر جماعت احمدیہ کے جشن آزادی کے پروگرام پر مشتمل ایک پریس ریلیز بھجوا دیا اور وہ ملک کے سب اخباروں میں نمایاں طور پر شائع ہو گیا کہ احمدیہ جماعت دس مختلف طریقوں سے جشن آزادی منائے گی۔ سب سے اہم پروگرام ۱۲ مارچ جشن آزادی کے دن نماز تہجد با جماعت میں دعاؤں کا تھا، دوسرا اہم پروگرام ہماری مرکزی مسجد ''دارالسلام'' روز ہل میں اجلاس عام کا تھا جسمیں وزیر اعظم کی نمائندگی انکے وزیر مالیات آنریبل رنگاڈو نے کی اور وہ احمدیوں کے جذبات تشکر سے بہت خوش ہوئے۔ گویا ۱۲ مارچ کا دن سب احمدیوں نے مختلف جماعتی پروگراموں میں گزارا اور سب خوش تھے کہ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی رہنمائی سے اپنے ملک کی آزادی کے موقع پر خوب جشن منانے کا موقع ملا ہے جس کے نتائج یہ ہوئے کہ حکومت کی نظر میں احمدیوں کو وفا شعار اور با اعتماد شہری سمجھا جانے لگا اور جب بھی جہاں بھی کسی احمدی نے سرکاری اسامی کے لئے درخواست دی اسکو قبول کیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے احمدی مختلف اہم سرکاری پوسٹوں پر نظر آنے لگے۔ جہاں ان کی محنت اور دیانت داری نے ان کو شاندار کامیابیوں سے نوازا اور دوسری طرف حکومت کے مخالف مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہ حال ہوا کہ انکے درمیان فسادات کروا دیئے گئے اور دو تین ہفتوں میں کم و بیش ۱۰۰ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ سنگاپور سے برٹش فوج بلوائی گئی جس نے فسادات پر کنٹرول کرنے میں مدد دی اور مسلمانوں نے مار کھا کر جشن آزادی میں آگے بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کی مگر بے وفائی کا داغ جو ان پر لگ چکا تھا اسکو نہ دھو سکے اور اسکی وجہ سے وہ کئی سہولیات سے محروم رہتے چلے گئے۔

ماریشس کی جماعت احمدیہ نے نہ صرف جشن آزادی میں خوب حصہ لیا بلکہ

ان فسادات کے موقع پر ایک انٹر ریلجیس کمیٹی بنا کر اپنے ہیڈ کوارٹرز ''دار السلام'' مسجد میں ریفیوجی سنٹر بھی کھول دیا جہاں سے ہزاروں لوگوں کی کھانے پینے میں کئی دن تک مدد جاری رہی اور جو لوگ اجڑ کر کپڑوں کے بغیر گھروں سے نکلے تھے ان کو لباس بھی مہیا کئے گئے .جن کے مکانوں کو نقصان پہنچا تھا ۔وقارعمل کے ذریعہ ان کی مرمت کروائی گئی ہماری اس مساعی کا نیک اثر عوام کے علاوہ خواص اور حکومتی طبقہ پر بھی ہوا۔ ہر ایک نے ہماری دل کھول کر مدد کی جسکو آگے ضرورتمندوں تک ہمارے خدام اور لجنات نے بہتر رنگ میں پہنچایا اور جب کچھ امن ہو گیا تو پھر ہم نے اس امن کو مستقل رنگ دینے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ ''یوم پیشوایان مذاہب'' کا ماریشس کے سب سے بڑے پبلک ہال پلازہ روز ہل میں منعقد کیا جس کی صدارت ملک کے وزیراعظم سر سیوساگررام غلام نے کی اور اس وقت کے انگریز گورنر جنرل سر لیونارڈ ولیمس بھی سامعین میں شامل تھے ان سب لیڈروں نے اس موقع پر لگائی گئی ایک مختصر سی ''قرآنی نمائش'' کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے لئے بعض کتب کا انتخاب بھی کیا اور بار بار جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا جس نے بچھڑے دلوں کو اس جلسہ کے ذریعہ پھر ملوا دیا اور باہمی رواداری کی فضا قائم کر دی بلکہ ایسے جلسوں کو بار بار منعقد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ہمارے ان کاموں کا اثر بیس سال کے بعد جب ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدۃ اللہ تعالیٰ ماریشس گئے تو انہوں نے عوام و خواص سے ان کاموں کے نیک اثرات کا ذکر سنا اور پھر اپنے خطبہ جمعہ میں بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا ۔صرف میرے پر ہی نہیں بلکہ میرے بیٹے الیاس منیر پر بھی جو اسوقت اسیران راہ مولیٰ ساہیوال میں شامل تھا۔

ماریشس کے جشن آزادی ۱۹۶۸ کے موقعہ پر پیارے آقا کی دو سطروں کی رھنمائی نے ہم سے وہ کام کروائے جنکی وجہ سے جماعت احمدیہ کی دھاک اہل ماریشس پر بیٹھ گئی۔ اور ہمارے اچھے کاموں کی تقلید کرنے لگے بلکہ مزید رہنمائی کے لئے ہماری طرف دیکھنے لگے۔ اس پر عاجز نے ماریشس ٹی وی سے ہفتہ وار لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا کہ ہم اپنی آزادی سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور قرآنی روشنی میں انہیں ایسے اصول بتائے جنکو ہندو نوجوانوں نے ریکارڈ کیا۔ اور پھر اپنی مجلسوں میں بار بار سنتے اور ان سے استفادہ کے پروگرام بناتے وہاں کے پریس نے بھی ہماری طرف توجہ دینی شروع کی جو پہلے بالکل مفقود تھی جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ ہم نے ایک قرآنی نمائش لگائی جو ہفتہ بھر جاری رہی ۔وہاں کے ۸ عام روزناموں میں ہر روز ہماری نمائش کی خبریں چھپتیں۔ زائرین کے تبصرے چھپتے۔ قرآن مجید کی خوبیوں پر مضامین تو ہر روز آتے اور یہی حال ریڈیو ٹی وی کا تھا جس نے وہاں کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید پر لیکچر نشر کئے اور انہی اخباری بلیٹن میں ہر روز نمائش کا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر ضرور ہوتا۔ ان تراشوں پر مشتمل ہمارا رجسٹر بھی کافی موٹا اور وزنی ہو گیا تھا جسے دیکھ کر ایک سرکاری افسر نے پوچھا کہ اتنی پبلٹی تو کسی سرکاری منصوبے کی بھی نہیں ہوتی آپ نے کیسے کروالی ہمارا جواب یہی تھا ذلک فضل اللہ اور ہمارے خلیفہ کی رہنمائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی نعمت سے خوب استفادہ کرنے کی توفیق دے خصوصاً دعوت الی اللہ کے میدان میں ہمیں اپنے پیارے خلیفۃ المسیح کے مقررہ ٹارگٹ کے حصول کے لئے دن رات ایک کردیں تو ہمارے گھر برکتوں سے بھر جائیں گے اور ہم ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کی نصرت پاکر کامیاب و کامران ہونگے۔ انشاء اللہ

واجب الاطاعت امام کی اہمیت

مولانا ابوالکلام آزاد کے رشحات قلم

" تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں ۔ قرآن و سنت کے ماتحت جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چوں و چرا تعمیل و اطاعت کریں ۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو ۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کار فرما ہو ۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ ۔ صرف دل ہو جو قبول کرے ۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے ، ایک انبوہ ہے ، جانوروں کا ایک جنگل ہے ، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو " جماعت " نہ " قوم " نہ " اجتماع " اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں ۔ کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں ۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں ۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں ۔ مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے ۔"

(مسئلہ خلافت ۔ دہلی : اعتقاد پبلشنگ ہاؤس ، صفحہ 314)

مشاہدات و تاثرات

مظاہرِ فطرت میں ظہورِ باری تعالیٰ

ملک لال خان
(مجلس وان)

(صبح کی سیر بر موقع اجتماع انصار اللہ بیت الاسلام کینیڈا،۲۶ستمبر ۱۹۹۹ء)

آج پھر صبح خزاں کی خنکی میں بھیگی ہوئی تھی ، چودھویں کا چاند مغرب میں غروب کی تیاری کر رہا تھا اور مشرق میں شفق طلوع ہونے والے سورج کے استقبال میں سرخ لبادہ اوڑھے تھی۔ بیت الاسلام کے مغرب میں پھیلا ہوا سبزہ زار سیر پر آنے والے انصار کا منتظر تھا ، مگر بوجھل آنکھوں اور جھکے ہوئے چہروں والے انصار کے لئے یہ فیصلہ بہت مشکل بن رہا تھا کہ سیر کے لئے نکلیں یا چند گھنٹے مزید آرام کر کے نیند پوری کرلیں۔

صاف آسمان پر پورے چاند کا نظارہ ایک شاعر کو اپنے محبوب کا حسین چہرہ یاد دلاتا ہے اور عارف باللہ کو اس میں جمال یار کا کچھ کچھ نشان نظر آتا ہے سطحی نظر رکھنے والے ناظر کی آنکھیں چاندنی سے لطف تو اٹھاتی ہیں مگر اس چاند کو خود دیکھنے سے عاجز رہ جاتی ہیں جو اس کائنات کا نور ہے۔

کوہ ہمالیہ کی جنوبی ڈھلوانوں میں واقع ایک خوبصورت وادی ڈلہوزی میں جانے والے سیاح وہاں کے بہتے چشموں کے ساز اور ہر سمت پھیلتے ہوئے دلفریب سبزوں سے راحت پاتے اور فطرت کے اس انتہائی حسین شاہکار کے حسن سے مسحور ہوتے ہیں ۔ اس نظارہ کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے سفر ڈلہوزی میں دیکھتے ہیں تو حضور علیہ السلام کی روح اس خالق حقیقی کے حسن کے تصور سے وجد میں آجاتی ہے اور حضور کا دل اور جسم دونوں اپنے محبوب ازلی کی یاد میں اور اس کی عبادت میں اپنی لذت کا معراج پاتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ نے جہاد کی غرض سے پالے ہوئے اپنے اعلیٰ نسل کے خوبصورت گھوڑوں کا معائنہ فرمایا تو دل ان خوبصورت گھوڑوں کے پیدا کرنے والے آقا کی یاد میں ایسا محو ہوا کہ گھوڑے گزرتے گئے اور حضرت سلیمان اس محویت کے عالم میں اپنے آقا کے حضور سجدہ میں گرے رہے جب ہوش آیا تو گھوڑے گزر چکے تھے اور دل اپنے رب رحیم ودود کی تسبیح وتحمید کی لذت سے بھرا ہوا تھا فرمایا گھوڑوں کو واپس لاؤ ان کے چہروں اور گردنوں پر پیار سے تھپکیاں دیتے ہوئے فرمایا ،میں خوبصورت چیزوں سے اس لئے پیار کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے پروردگار کی یاد دلاتی ہیں۔

زمین وآسمان کی پیدائش اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے کئی نشانات ہیں وہ عقلمند جو ان نشانات کو دیکھتے ہیں تو سطحی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ ان مظاہر فطرت کے پیچھے ان کے خالق کے ہاتھ کو پہچانتے ہیں اور یہ پہچان ان کے دلوں میں اپنے پروردگار کے لئے محبت کے جذبات پیدا کر دیتی ہے اور وہ فرط محبت سے اسے یاد کرتے ہیں وہ کھڑے ہوں یا بیٹھے یا لیٹے ہوئے ہوں ان کا دل اپنے پروردگار کی یاد میں گداز رہتا ہے اور وہ اس کے احسانات کو یاد کرتے جاتے ہیں اور اس کی حمد کے گیت گاتے جاتے ہیں خالق حقیقی کی صنعت پر غور بالآخر انہیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے وہ کہہ اٹھتے ہیں

ربنا ما خلقت هذا باطلاً

اے ہمارے پروردگار تو نے اس کائنات کو بغیر اعلیٰ مقصد کے پیدا نہیں فرمایا سبحانک ! تو ایسی اعلیٰ شان رکھتا ہے کہ ایسا کرنا تیری شان سے بہت بعید ہے۔

فقینا عذاباً نار۔

تو ایسا فرما کہ ہم اس مقصد کے مطابق عمل کرنے والے ہوں اور اس مقصد کے خلاف عمل کر کے تیری ناراضگی کی آگ کے مستحق نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ چمکتے ہوئے سورج کی کرنیں صرف ہماری آنکھوں ہی کو نہ چندھائیں بلکہ یہ کرنیں ہمارے دل کی گہرائی میں پہنچ کر ہمارے پروردگار کی محبت کے خوابیدہ جذبات کو ایسا انگیخت کریں کہ ہماری روح اسکی عظمت کے احساس سے کانپ جائے اور ہمارا دل اسکی محبت کے جذبات سے سرشار ہوجائے ۔ اس طرح ہر دوسرا مظہر فطرت

ہمارے حواس ظاہری پر ہی اثر انداز نہ ہو بلکہ اس کا ہر نظارہ ہمیں ان ا
ولوالالباب میں شامل پائے جو بے ساختہ پکار اٹھیں
ربناماخلقت ھذا با طلاً۔ فقینا عذا بًا نار۔ آمین

قدرت سے اپنی ذات کی دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی جلوہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا نیں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

بزبان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

نعت

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم

تُو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات
تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ
اب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے تیرا عشق دم بدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے حضور اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

اے کاش مجھ میں قوّتِ پرواز ہو تو میں
اُڑتے ہوئے بڑھوں تری جانب سُوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم

یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

('الفرقان' فروری ۱۹۷۶ء)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ سے وابستہ یادیں

کرنل (ریٹائرڈ) دلدار احمد۔ (نیشنل قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ کینیڈا)

خاکسار جب ۱۹۸۱ میں فوج سے ریٹائرڈ ہوا تو جس طرح اگلی تعیناتی کے آرڈر پہلے سے تیار ہوتے ہیں میرے اگلے جماعتی عہدہ کے آرڈر تیار تھے کہ تم کو ناظم مجلس انصاراللہ ضلع راولپنڈی مقرر کیا گیا ہے۔

راولپنڈی میں مجلس انصاراللہ کا سالانہ ضلعی اجتماع عموماً اکتوبر کے مہینہ میں ہوا کرتا تھا اور خاکسار نے اکتوبر میں ہی چارج سنبھالا تھا تو بمطابق محاورہ ''سر منڈاتے ہی اولے پڑے'' فوراً ہی اجتماع کی تیاری سر پر آن پڑی۔ چنانچہ پروگرام بنا کر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز جو اس وقت ابھی خلیفہ نہیں تھے اور صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ تھے کو اطلاع دینے کے لئے ٹیلیفون کیا تو جواب ملا ''طاہر احمد'' خاکسار گھبرا گیا کیونکہ فوج میں یہی روٹین تھی کہ بڑے افسر کو فون سے پہلے اس کے پی اے یا کسی ماتحت سے بات ہوتی اور پھر وہ افسر اعلیٰ کو فون ملاتا۔ اتنے میں فون کرنے والا، مخاطب افسر کی حیثیت کے مطابق اس سے مخاطب ہونے کی تیاری کر لیتا۔

لیکن یہاں تو افسر اعلیٰ براہ راست بول رہے تھے اس لئے شروع میں میں کچھ بوکھلا سا گیا کہ یہ ''طاہر احمد'' کون ہیں کیونکہ عموماً بڑے افسر اپنے عہدہ کے مطابق مخاطب ہوتے ہیں کہ میں فلاں ڈائریکٹر بول رہا ہوں یا فلاں تنظیم کا صدر ہوں۔ کیا یہ ''طاہر احمد'' آپ خود ہی ہیں۔ بہر حال کچھ حواس جمع کئے اور اس بوکھلاہٹ میں جو بھی جواب بن پڑا، دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا '' پروگرام کیا ہے ؟'' خاکسار نے جلدی جلدی سارا پروگرام پڑھ سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''ٹھیک ہے میں فلاں وقت پہنچ جاؤں گا''۔

آپ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں کرسی صدارت پر رونق افروز تھے اور خاکسار اپنی رپورٹ پڑھ کر سنا رہا تھا جس کے بعد آپ نے اپنی صدارتی خطاب میں خاکسار جو نیا نیا ناظم ضلع بنا تھا، کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دلدار احمد کے ناظم ضلع بننے سے مجلس راولپنڈی میں بیداری پیدا ہوئی ہے لیکن آپ کی مجلس کی دعوۃ الی اللہ کی طرف ابھی تک توجہ نہیں ہے۔ خاکسار نے آپکے اس ارشاد کو پلّے باندھ لیا اور فوراً تیاری شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے ہی ہفتہ غیر احمدیوں کی بس بھر کر ربوہ پہنچ گیا۔ رات دارالضیافت میں قیام تھا۔ نماز فجر مسجد مبارک میں ادا کی اور صدر صاحب مجلس انصاراللہ کو نماز سے فارغ ہو کر جاتے دیکھا اور جلدی سے ان کے پاس پہنچا کہ میاں صاحب میں غیر احمدیوں کی بس لے آیا ہوں آپ نے فرمایا ''ٹھیک ہے میں ۹ بجے پہنچ جاؤں گا''۔

ہم نے غیر از جماعت مہمانوں کو ۹ بجے سے قبل ناشتہ وغیرہ کے بعد بہشتی مقبرہ اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی سیر کرائی اور ۹ بجے سے قبل خاکسار مہمانوں کو دارالضیافت کے وسیع ہال میں بٹھا کر صدر مجلس انصاراللہ کے استقبال کی غرض سے دارالضیافت کے دفتر کے باہر کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں مکرم صدر صاحب کو سائیکل پر آتے دیکھا اور ارادہ کیا کہ میں ان کے نزدیک اور مناسب فاصلہ پر آتے ہی السلام علیکم کہوں گا لیکن میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے السلام علیکم کہہ دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ میں تمام وقت سوچتا رہا ہوں کہ میں پہلے السلام علیکم کہوں گا لیکن پہل آپ نے ہی کی۔ آپ نے نہایت ہی دلکش آواز میں فرمایا ''حالانکہ یہ خاصہ آپکے خاندان کا ہے'' (اس عاجز کی عزّت افزائی فرماتے ہوئے آپ نے یہ فرمایا اور آپکا اشارہ اس طرف تھا کہ حضرت مولوی شیر علیؓ جن سے اس عاجز کا تعلق ہے ہمیشہ السلام علیکم میں پہل کرنے میں بہت مشہور تھے)۔

دو گھنٹے تک آپ نے ان غیر از جماعت مہمانوں کے سوالوں کے اتنے مدلّل اور شاندار طریقہ سے جواب دیئے کہ بفضل اللہ تعالیٰ چھ بیعتیں وہیں ہو گئیں۔ فالحمد اللہ علیٰ ذالک۔

اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے حضور پیش ہوئے، آپ نے نہایت شفقت بھرا خطاب فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کا ایک ارشاد تھا کہ خدام کی طرح انصار بھی حسب توفیق مرکزی اجتماع کے موقعہ پر سائیکلوں پر ربوہ آئیں۔ اس سے قبل غالباً پہاڑی علاقہ ہونے کے باعث راولپنڈی کے انصار اجتماع پر ربوہ سائیکلوں پر نہیں گئے تھے۔ خاکسار نے اس کی ترغیب دینے کیلئے انصار سائیکل سواروں کی ایک ٹیم تیار کی اور اپنی سربراہی میں راولپنڈی سے ٹیکسلا اور وہاں سے ہری پور روڈ پر ایک گاؤں جہاں صرف ایک احمدی گھر تھا جانے کا پروگرام بنایا۔ مجلس انصاراللہ واہ کینٹ بھی ضلع کی مجالس میں شامل تھی۔ وہاں پر متعین مربی سلسلہ مولانا دین محمد شاہد کی رہنمائی میں کینٹ کے انصار نے ہم سے ٹیکسلا میوزیم پر ملنا تھا اور وہاں سے اکھٹے ہری پور روڈ جانا تھا۔

ہم ۲۵ انصاراللہ کا وفد جس میں خاکسار بھی شامل تھا سائیکل سفر پر روانہ ہوئے۔ ٹیکسلا میں واہ کینٹ کے انصار مولانا دین محمد شاہد کے ساتھ میوزیم کے زائرین کی دعوۃ الی اللہ میں مصروف تھے ۔ وہاں سے ہم سب اکٹھے روانہ ہوکر اس گاؤں جہاں ایک ہی احمدی گھر تھا اور اسکی حوصلہ افزائی بھی مقصود تھی پہنچا۔ اجتماعی کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ مولانا صاحب نے جمعہ پڑھایا اور اسکے بعد ہم وہاں پر مدفون ایک احمدی صحابی کی قبر پر بغرض دعا گئے ، بہت بابرکت سفر تھا۔ اس سائیکل سفر کا یہ فائدہ ہوا کہ اگلے مرکزی اجتماع پر راولپنڈی سے پندرہ انصار کا ایک وفد سائیکلوں پر ربوہ گیا۔ اور اس طرح راولپنڈی کے انصار بھی اس سال سے باقاعدگی کے ساتھ اجتماع پر سائیکلوں پر ربوہ جانے لگے۔ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس عاجز کو اجتماع کے ایک اجلاس کی صدارت کا اعزاز نصیب ہوا۔ یہ اجلاس بہت ہی ایمان افروز اور بابرکت تھا۔ اس اجلاس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تین صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ گزرے ہوئے چشم دید واقعات سنائے اور سامعین پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ ان صحابہ میں حضرت مولوی محمد حسین ؓ سبز پگڑی والے بھی موجود تھے ۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بکسوں، جنکی چابیاں گم ہوگئی تھیں اور انہوں نے وہ تالے اپنے اوزاروں سے کھولے تھے، کا دلچسپ واقعہ سنایا جو کہ بہت ہی دلنشیں تھا۔

فوجی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد میں نے ایک نیم فوجی ادارے ''فوجی فاؤنڈیشن'' میں ملازمت اختیار کرلی تھی اور شروع کے چھ ماہ پروبیشن پیریڈ پر تھا۔ خاکسار کے سپرد چونکہ ناظم ضلع انصار اللہ کے ساتھ ساتھ نائب امیر کے فرائض بھی تھے اس لئے کبھی کبھار دفتر میں کسی دوست کا فون آجاتا۔ اتنی بات جو عام حالات میں کبھی بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتی تھی کا بہانا بنا کر میرے باس جو ایک ریٹائرڈ بریگیڈیر تھے نے میرے خلاف لمبی رپورٹ لکھی کہ اس کو تو کمیونٹی کے کاموں سے فرصت ہی نہیں اس نے فاؤنڈیشن کا کام کیا کرنا ہے۔ اس رپورٹ پر ہیڈ کوارٹر نے مجھے فارغ تو نہ کیا لیکن مجھے آخری چانس دیتے ہوئے میرا پروبیشن پیریڈ تین ماہ مزید بڑھا دیا۔ ان تین ماہ کے دوران خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ایک روز میں دفتر میں دیر تک کام کر رہا تھا کہ شام ہوگئی۔ سب عملہ جاچکا تھا۔ جب میں گاڑی پر روانہ ہوا تو دیکھا کہ میرے وہی باس بریگیڈیر اپنی گاڑی کا بونٹ اٹھائے اسکے انجن میں گھسے ہوئے ہیں۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ اسکی مدد کو کیوں جاؤں جبکہ اس نے مجھ سے ناحق دشمنی کی ہے لیکن پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا ہے اور اس نے اسلام آباد جانا ہے اور آس پاس اور کوئی شخص نہیں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا میں کوئی مدد کر سکتا ہوں۔ اس نے ایک پرزہ دکھایا کہ اگر یہ کہیں سے ویلڈ ہوجائے تو کام بن جائیگا۔ میں گیا اور وہ پرزہ ویلڈ کر والایا۔ جس سے کار سٹارٹ ہوگئی اور بریگیڈیر خوش خوش روانہ ہوگئے ۔ اس دن سے وہ مجھ پر بہت مہربان ہوگئے اور دوسال بعد جب میں راولپنڈی سے لاہور ٹرانسفر ہونا چاہتا تھا تو خود میری درخواست لے کر ہیڈ کوارٹر گئے اور میری تبدیلی بمعہ ترقی کے آرڈر لے آئے۔

لاہور پہنچنے پر جو یہاں پر باس تھے انہوں نے پہلی ملاقات کے دوران دفتری امور سمجھانے کے بعد کہا کہ راولپنڈی ہیڈ کوارٹر سے تمہارے متعلق تمہاری جماعتی کاموں میں حصہ لینے کے بارہ میں مفصل رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے میں نے کہا کہ راولپنڈی میں میرے سپرد کچھ ذمہ داریاں

تھیں جو یہاں نہیں ہیں اسلئے آپکو فکر کی ضرورت نہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ماہ بعد ہی اس عاجز کو ناظم ضلع انصاراللہ لاہور اور نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور مقرر کر دیا گیا اور اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ مزید فضل فرمایا کہ دفتر میں میں اپنے اس باس سے انڈیپنڈنٹ ہوگیا۔

بفضل تعالیٰ پہلے سال ہی نظامت مجلس انصاراللہ ضلع لاہور کارکردگی کے لحاظ سے اوّل قرار دی گئی اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کے نمائندہ کے طور پر اس عاجز کو اس بارہ میں سند خوشنودی عطا فرمائی۔ یہ غالباً ۱۹۸۵ یا ۱۹۸۶ کا سال تھا۔ اسکے بعد ۱۹۹۰ میں کینیڈا آنے سے قبل تک حسب توفیق بطور ناظم ضلع مجلس انصاراللہ لاہور اور نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور خدمت دین بجا لاتا رہا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ مجلس انصاراللہ ضلع لاہور ہر سال ہی اوّل یا دوم قرار دی جاتی رہی۔ خصوصاً ۱۹۸۹ یعنی صد سالہ جوبلی کے سال مجلس لاہور پاکستان کی تمام مجالس میں سے اوّل پوزیشن کی حقدار قرار دی گئی۔

فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

انصاراللہ کی چار اہم ذمہ داریاں

" اوّل :- اسلام اور احمدیت کی مضبوطی کے لئے جدوجہد کرنا۔

دوم :- اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے جدوجہد کرنا۔

سوم :- نظامِ خلافت کے لئے جدوجہد کرنا۔

چہارم :- خلافت سے دلی وابستگی پیدا کرنے کے لئے اپنی اولادوں کو بھی تلقین کرتے رہنا۔"

انصاراللہ روزانہ نصف گھنٹہ وقت دیں

" ان کے لئے بھی لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء
(الفضل قادیان مطبوعہ یکم اگست ۱۹۴۰ء)

تنظیم انصاراللہ کی غرض!

" میری غرض انصاراللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کروں۔ ایک دیوار انصاراللہ ہیں۔ دوسری دیوار خدام الاحمدیہ ہیں۔ تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں۔ اور چوتھی دیوار لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں تو یہ لازمی بات ہے کہ عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔"

(الفضل مطبوعہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

اعمال کا محاسبہ کریں

" انصاراللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں۔ اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دُنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اگلے جہان جا رہا ہو تو اُس وقت اُسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں دُنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو۔ اُس کے اعمال خراب ہوں۔ اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندے اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہیئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا۔ نوجوان تو یہ خیال بھی کر سکتے ہیں کہ اگر ہم سے خدمتِ خلق میں کوتاہی ہوئی تو انصاراللہ اس کام کو ٹھیک کر لیں گے۔ مگر انصاراللہ کس پر انحصار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے، وہ اگر دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام دُنیا کے قلوب پر پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے، وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو اپنا اوّلین مقصد قرار نہ دیں گے، اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دُنیا پر پھر زندہ کرنا ہے تو انصاراللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء
(الفضل قادیان مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۹۴۳ء)

ڈھول کا پول۔۔۔ایک مقدمے کی دلچسپ روئیداد

ملک محمود مجید (ایڈوکیٹ)

........جب ایک مشہور معاند احمدیت کے تجرعلمی کا پول بھری عدالت کے روبرو کھلا!

خدا تعالیٰ کی یہ سنّتِ قدیمی ہے کہ جب اپنا کوئی فرستادہ اصلاحِ دنیا کیلئے کھڑا کرتا ہے تو ہمیشہ دو گروہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ ان سعید الفطرت روحوں کا ،جو مامورِ زمانہ کو شناخت کر لینے کے بعد مخالفتوں اور ایذاء رسانیوں کے دریاؤں کو مردانہ وار عبور کر کے عشق و وفا کی نئی نئی منزلیں سر کرنے لگتے ہیں۔حلانکہ بقول جگر مراد آبادی وہ (بھی) حقیقت سے بھی آشنا ہوتے ہیں کہ ؎

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

ان کے بالمقابل ایک دوسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اس فرستادہ اور اسکی الٰہی جماعت کی ترقیات کے آگے بند باندھنے کی خاطر مخالفتوں اور ایذاء رسانیوں کے نت نئے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرنے لگتا ہے۔

موجودہ دور میں امام آخر الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الٰہی سلسلہ احمدیہ کو بھی معاندینِ احمدیت کی جانب سے ہر قسم کے حربوں اور ہتھکنڈوں کا مسلسل سامنا رہتا ہے۔ مخالفینِ سلسلہ یوں تو ایذاء رسانی کا ہر ہتھکنڈہ آزمانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں تاہم آج کے ترقی یافتہ اور مہذّب دَور میں ان کا سب سے معروف حربہ افرادِ جماعت کو مختلف مقدّمات میں پھنسانا اور انہیں ذہنی اذّیت پہنچانا ہے۔

معاندینِ احمدیت کی طرف سے مقدّمات کا سلسلہ یوں تو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی سے لیکر آج تک پھیلا پڑا ہے تاہم ۱۹۷۴ء کے بعد سے پاکستانی حکومتیں بھی مخالفینِ احمدیت کے ساتھ فریقِ مقدّمہ بنتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس پس منظر میں بعض جج صاحبان تو دباؤ میں آکر انصاف کا خون بہانے میں کوئی حیا محسوس نہیں کرتے جبکہ چند ایسے بھی ہیں جو کسی دباؤ کو خاطر میں لائے بغیر قانون اور انصاف کے تقاضوں اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔جسکے نتیجہ میں مخالفین خفّت، شرمندگی اور رسوائی کی تصویر بنتے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ایسے مقدّمات کی بحث کے دوران بعض اوقات نہایت عمدہ علمی نکات اور ایسی دلچسپ صورت حال بھی سامنے آتی ہے کہ جو بعض اوقات صرف وکلاء تک محدود رہ جاتی ہے۔ خاکسار کو پاکستان میں اپنے پیشۂ وکالت کے دوران مقدمات کے پس منظر میں ایسے بہت سے دلچسپ مواقع کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا رہا جن کا اظہار یقیناً قارئین کی دلچسپی طبع کا باعث ہوگا۔ وفاء زندگی کی شرط کیساتھ اس نئے جریدہ کی وساطت سے ایسے بہت سے دلچسپ مواقع کی روئیداد وقتاً فوقتاً احاطہء تحریر میں لانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

معاندینِ احمدیت کی طرف سے جماعت احمدیہ پر قائم کئے جانیوالے مقدمات کی حالیہ تاریخ میں یوں تو بہت سے مقدمات کی پیروی کرنے کی توفیق ملتی رہی تاہم سب سے طویل مقدمہ جو درپیش آیا وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریر فرمودہ تفسیر صغیر کا مقدمہ تھا۔جسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ غالباً ۱۹۷۴ء .. سے حکومت نے صوبائی اور مرکزی سطح پر احمدیوں کی ایذاء رسانی کی خاطر ایسے تحقیقی ڈیسک تشکیل دے دیئے تھے جن کا مقصد احمدیہ لٹریچر اور کتب وغیرہ کو دیکھ کر ان کو بحق سرکار ضبط کئے جانے کی سفارشات کرنا تھا۔ ان ڈیسکوں کیلئے بالعموم جماعت اسلامی سے وابستہ افراد چنے گئے اور ڈیسکوں کا انچارج ، مذہبی امور کا وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی تھا۔ واضح رہے یہ وہی کوثر نیازی تھا جسے ۱۹۷۰ء کے الیکشنوں میں باوجود جیل کے اندر ہونے کے سیالکوٹ کے احمدیوں نے سیالکوٹ کے حلقۂ انتخاب سے ووٹ دیکر کامیاب کروایا تھا۔مذکورہ ڈیسک کے افراد، مرکزی جرائد مثلا روزنامہ الفضل ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان، مصباح حتیٰ کہ محترم ثاقب زیروی کے ذاتی ہفت روزہ لاہور کے شماروں کے متعلق بھی حکومت کو رپورٹس دیتے رہتے تھے۔مزید براں دیگر جماعتی کتب کے علاوہ حضرت بانیٔ سلسلہ کے عظیم الشان علم الکلام اور خلفائے سلسلہ کی کتب میں سے سیاق وسباق سے علیحدہ کیئے ہوئے ایسے فقرات جو دیگر مذاہب کے پیروکاروں یا سادہ لوح عوام کی نظر میں قابلِ اعتراض بن

سکیں چن کر پوری کتب کی ضبطی کی رپورٹس حکومت کو دیتے تھے یہ رپورٹس مرکزی اور صوبائی امور کے انچارج وزراء یا ہوم سیکرٹریان کو بھیجی جاتی تھیں ۔ جو ان آمدہ رپورٹس کی روشنی میں ضبطی کیلئے آخری کارروائی کرتے تھے ۔ حیران کن امر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیشتر لٹریچر دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ پر اعتراضات کے جوابات اور دفاع میں تحریر فرمودہ ہے مگر مذکورہ بالا ۱۹۷۴ء میں تشکیل پانے والے حکومتی ڈیسکوں کے لیئے دفاعِ اسلام میں لکھا گیا لٹریچر ہضم کرنا بھی محال ہے ۔ بہر کیف اسی ضمن میں تفسیر صغیر بھی ۱۹۸۱ء میں صوبائی حکومت (پنجاب) نے ضبط کر لی ۔ اس کی ضبطی کا حکم بذریعہ ہوم سیکرٹری پنجاب ہوا جنہوں نے اسکی ضبطی کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی جاری کیا کہ اسکے متعلق فوجداری مقدمہ بھی دائر کیا جائے ۔ چنانچہ مختلف درجہ بدرجہ سرکاری افسران کے حکم ناموں کے ساتھ ڈی ایس پی چنیوٹ نے مقدمہ کی نوعیت اور غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر، جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش پیش اور ایک بد نامِ زمانہ شخص مولوی منظور چنیوٹی کو ساتھ ملایا اور چنیوٹ کے ڈاک بنگلا میں بیٹھ کر اسکے بیان کے ذریعے ایف آئی آر (ابتدائی رپورٹ) مرتب کی ۔ اس رپورٹ میں لکھا گیا کہ دیگر علماء اسلام نے قرآن مجید کے جو تراجم کئے ہیں مرزا بشیر الدین محمود احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تفسیر صغیر میں ان سے مختلف ترجمہ کیا ہے نیز خاتم النبیین لفظ کے معنی غلط اور گمراہ کن کئے ہیں جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ یہ مختصر تفصیل اس ایف آئی آر میں درج کی گئی تھی ۔ منظور چنیوٹی کے بیان پر ایف آئی آر مرتب ہوئی اور پھر اگلے مرحلہ کے طور پر پولیس کاروائی یعنی تفشیش مقدمہ کے ڈرامے کا آغاز ہوا ۔ مقدمہ کا اندراج تھانہ ربوہ میں کیا گیا ۔

تفسیر صغیر کی بیشتر کاپیاں تو ضبط کی ہی جا چکی تھیں لہذا اس مقدمہ کو مزید تقویت دینے کیلئے پولیس نے چنیوٹ کی انتظامیہ سے بھی رابطہ کیا ۔ اے سی چنیوٹ اور مجسٹریٹ وغیرہ نے اس مقدمہ کو مضبوط بنیادوں پر اٹھانے کی خاطر تگ و دو شروع کر دی ۔ اس سلسلہ میں ربوہ تھانہ کے ایس ایچ او مسمی محمود نے تفسیرِ صغیر کی جعلی برآمدگی کا ڈرامہ بھی رچاتے ہوئے باقاعدہ پولیس فرد (پولیس کاروائی کی اصطلاح) تیار کی اور اس وقت کے آر ایم ربوہ (جو سرگودھا کے ایک زمیندار گھرانے کے شریف النفس آدمی تھے) کی عدالت میں دستخط کروانے پہنچا مگر آر ایم صاحب نے ایس ایچ او کو جھڑک کر باہر نکال دیا کہ وہ اس جعلی برآمدگی پر دستخط نہیں کریں گے ۔ تھانیدار نے ناچار اے سی چنیوٹ کو رپورٹ دی جو ڈی سی جھنگ تک بھی پہنچی ۔ ڈی سی کے حکم پر اے سی چنیوٹ مسٹر موزنگا نے فرد (برآمدگی جعلی) پر مجبوراً دستخط کر دیئے حلانکہ وہ حکیم خورشید احمد مرحوم (صدر عمومی ربوہ) کے زیرِ علاج ہونے کے ناطے دوست بھی تھے ۔ اس جعلی برآمدگی کی بنا پر ربوہ کے شرفاء سید عبدالحی صاحب ، مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ، چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ، مولوی عبدالعزیز بھانبڑی صاحب اور حکیم مولوی خورشید احمد صاحب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا اور گرفتاری کا حکم اس فرد پولیس پر ہوا کہ مذکورہ ملزمان کے گھروں سے "دس دس نسخہ جات تفسیرِ صغیر" کے برآمد ہوئے ہیں ۔

مقدمہ کی پیروی کے لئے خاکسار کو مقرر کیا گیا ۔ ملزمان مذکورہ بالا کی ضمانتیں سیشن کورٹ جھنگ سے قبل از گرفتاری عارضی طور پر فوراً کروالی گئیں ۔ پکی ضمانتوں کے سلسلہ میں اس مقدمہ میں متعدد پیشیاں بڑا عرصہ پڑتی رہیں ۔ خاکسار اور مقدمہ میں ملوث شدہ جملہ افراد سلسلہ ربوہ سے جھنگ پیروی کیلئے جاتے رہے ۔ سرکاری وکیل کی خواہش تھی کہ اِس مقدمہ کی ضمانتوں کے متعلق رپوٹ میں مذہبی بحث مولوی منظور چنیوٹی از خود کرے ۔ قانونی بحث کیلئے مولوی چنیوٹی نے لاہور سے رفیق باجوہ ایڈوکیٹ کو اپنا وکیل مقرر کر لیا ۔ اس وکیل کی اپنی مصروفیات تھیں جنکی بناء پر کئی پیشیوں پر حاضر نہ ہو سکنے کی بنا پر مقدمہ طویل تر ہوتا چلا گیا ۔ مولوی منظور چنیوٹی بھی طویل عرصہ تک اپنی مصروفیات کا بہانہ بنا کر پیشیوں سے غیر حاضر ہوتا رہا ۔ جب عدالت کو اِس طرف توجہ دلائی گئی تو بالآخر عدالت نے بھی تنگ آکر مولوی چنیوٹی کو حاضر ہونے کا نوٹس دے دیا ۔

چنانچہ قانونی بحث کیلئے رفیق باجوہ اور مذہبی بحث کیلئے منظور چنیوٹی کو حاضر عدالت ہونا پڑا ۔ ہم نے بھی مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈوکیٹ سپریم کورٹ کو راولپنڈی سے مذہبی بحث کیلئے بلوالیا ۔ ادھر مولانا محمد صدیق

صاحب فاضل لائبریرین و دیگر علماء سلسلہ نے قرآن مجید کے مختلف تراجم والے قرآن کریم، جن میں بہاولپور سے خصوصی طور پر منگوایا گیا پانچ تراجم والا نسخہ بھی شامل تھا جمع کر کے حوالہ جات وغیرہ تیار کر لئے تھے ۔ عدالت بھی اب خاصی دلچسپی لے رہی تھی اور سماعت مقدمہ کو غیر معمولی طور پر زیادہ وقت دیا گیا۔ جج صاحب کو بھی مذہبی بحث سننے کا اشتیاق تھا۔

فائنل بحث والے دن ہم لوگ عدالت میں پہنچے تو عدالت کے باہر لان میں مولوی منظور چنیوٹی اپنے شاگردوں اور ختم نبوت نامی مجلس کے بہت سے لوگوں کے ہمراہ بیٹھا تھا ۔ لاہور سے رفیق باجوہ بھی بحث کیلئے آگئے اور سماعت مقدمہ شروع ہوئی ۔ رفیق باجوہ نے آتے ہی کہا کہ وہ انگریزی میں قانونی بحث کریں گے جبکہ مذہبی بحث مدعی مقدمہ منظور چنیوٹی خود کرلے گا ۔ رفیق باجوہ چند منٹ تک محض اِس نکتے پر بحث کرنے کے بعد کہ اس عدالت کو اختیارِ سماعت حاصل نہیں بحث ختم کر کے بیٹھ گیا ۔ جس پر عدالت نے کہا کہ اِس امر کا فیصلہ عدالت خود کرے گی۔

اس کے بعد عدالت نے منظور چنیوٹی مدعی مقدمہ کو بلوا کر کٹہرے میں کھڑا کرتے ہوئے پوچھا کہ ایف آئی آر (رپورٹ ابتدائی) آپ نے لکھوائی تھی آپ ہی بتائیں کہ کن آیاتِ قرآنی کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے اور آپ نے یہ بھی لکھوایا ہے کہ ترجمہ گمراہ کن ہے جس سے عام مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں ۔ اس پر منظور چنیوٹی نے بتایا کہ خاتم النبین والی آیت کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے جس پر اسے اعتراض ہے۔عدالت نے خاتم کے معنی پر خود کہا کہ پرانی تفسیروں میں مفسرین نے خاتم کے معنی مہر کے کئے ہیں آخری یا ختم کے نہیں ! مولوی پھر بھی بالاصرار آخری اور ختم کے معنی پر ہی اڑا رہا۔ جس پر عدالت نے کہا کہ کیا آنحضور ﷺ نے کبھی فرمایا تھا کہ میرے بعد نبی نہیں آئے گا؟ کوئی حوالہ یا حدیث پیش کریں ۔مگر مولوی خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ عدالت نے کہا وہ ''لا نبی بعدی والی حدیث کیا ہے''؟ جس پر مولوی نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی کہ ہاں ہاں بالکل وہی حدیث ہے۔

جب مولوی نے اس حدیث کا اقرار کر لیا تو جج صاحب نے کہا کہ میرا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی بے محل اور بے موقع بات نہ فرماتے تھے اس حدیث کا شانِ نزول بیان کریں ۔

مولوی اس غیر متوقع سوال پر خاصہ حواس باختہ ہوا کیونکہ وہ تو شانِ نزول (یعنی موقع محل کی مناسبت) کے پس منظر سے ہی کلیتًا ناواقف تھا ۔ تقریباً تین بار جج نے پوچھا کہ بتایئے! کس موقع پر حضور نے لا نبی بعدی فرمایا تھا؟ مگر مولوی صاحب حیران و پریشان خاموش کھڑے بغلیں جھانکتے رہے آخر جج نے مجیب الرحمان صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ بتائیں۔

مجیب الرحمان صاحب نے بتایا کہ جنگِ موتہ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و مجاہدین جمع تھے ۔ ان دنوں خطرہ تھا کہ یہودی مدینہ میں گڑبڑ کریں گے ۔ اسلیئے طے کیا گیا کہ مدینہ میں امیر مقامی کسی مضبوط آدمی کو مقرر کیا جائے ۔ سب کی رائے تھی کہ حضرت علیؓ موزوں ترین ہیں ۔ جب حضرت علی کو علم ہوا تو انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ میں تو جہاد پر جانے کیلئے تیار ہوں پھر مجھے عورتوں اور بچوں میں رکھنے کا فیصلہ کیوں کیا جارہا ہے؟ حضرت علیؓ کے اس احتجاجی موقف پر سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

''یا علی! انت منی بمنزله هارون من موسیٰ ولا کن لا نبی بعدیؑ''

(یعنی اے علی تیرا مجھ سے تعلق موسیٰ کے بعد ہارونؑ جیسا ہے مگر میرے بعد (ہارون علیہ السلام کی طرح) نبی نہیں ہے۔ نیز مجیب الرحمان صاحب نے بتایا کہ ایک حوالہ بایں الفاظ یہ بھی ہے کہ:

انت لا نبی بعدی یعنی تو (مراد حضرت علیؓ) میرے بعد نبی نہیں ۔

مجیب الرحمان کی زبانی مذکورہ حدیث کا شانِ نزول سن کر جج نے مولوی چنیوٹی سے پھر مخاطب ہوتے ہوئے کہا" سمجھ لیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے کس موقع پر لا نبی بعدی فرمایا تھا!" دو تین بار یہی فقرہ جج صاحب نے دھرایا۔ جبکہ مولوی بزُعمِ خویش "ختم نبوت" کا بہت بڑا عالم دین کہلوانے کے باوجود ندامت کی تصویر بنا خاموش کھڑا سنتا رہا۔ بالآخر جج نے منظور چنیوٹی کے وکیل مسٹر رفیق باجوہ کو انگریزی میں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ملزمان کا آئندہ یہ کتاب چھاپنے کا ارادہ نہیں تو آپکو اِن کی ضمانتیں کر دینے پر کوئی اعتراض ہے؟ مسٹر رفیق باجوہ نے جواب دیا کہ نہیں! اور اتنا کہہ کر

عدالت سے باہر (بارروم میں) چلے گئے ۔ پھر عدالت نے "ملزمان" سے پوچھا کہ کیا آپ یہ تفسیر چھاپنا چاہتے ہیں؟ سب کا متفقہ جواب تھا کہ یہ تفسیر حکومت کی طرف سے بین ہے اور ہم کبھی خلافِ قانون کام نہیں کرتے ۔ عدالت نے مسل پر یہ بات ریکارڈ کر کے جملہ افراد جماعت کے دستخط کرائے اور فیصلہ سنایا کہ ضمانتیں منظور کی جاتی ہیں۔ عدالت میں ایک دوسرا وکیل کھڑا تھا۔ اس نے مولوی چنیوٹی سے کہا کہ تمہارا وکیل تو ضمانتیں کرواگیا ہے۔ نیز عدالت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے مقدمہ کی سماعت آرایم ربوہ کی عدالت میں ہوگی۔

دھتکار !!!!

جج صاحب اپنا فیصلہ لکھوا کر اپنے چیمبر میں چلے گئے ۔ چنیوٹی بھی پیچھے پیچھے ان کے چیمبر میں گیا اور جج سے کہا کہ یہ مقدمہ چنیوٹ یا جھنگ کی عدالت میں بھیجنے کا فیصلہ کریں ۔ جج نے کہا کہ یہ ایف آئی آر تم نے ربوہ تھانے میں درج کروائی تھی اسکا اختیارِ سماعت بھی آرایم ربوہ کی عدالت کو ہے وہی آئندہ اِس کیس کو سنے گی اور تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فوراً میرے چیمبر سے باہر نکل جاؤ۔ چنانچہ بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے! کے مصداق مولوی چنیوٹی عدالت سے باہر نکل آیا اور پھر بارروم میں جا کر اپنے وکیل رفیق باجوہ سے اِس بات پر جھگڑنے لگا کہ آپ ملزموں کی ضمانتیں کیوں منظور کروا آئے ہیں۔ جس پر رفیق باجوہ نے کہا کہ میں نے قانونی بحث کر دی تھی ۔تم نے مذہبی بحث اور دلائل دیئے ۔مگر اس علمی و مذہبی بحث میں تم ان لوگوں کا جواب پیش نہیں کر سکے اس میں میں کیا کر سکتا تھا۔ مولوی چنیوٹی کے شاگردوں نے بھی اپنے استاد سے گلہ کیا کہ احمدیوں نے کئی حوالے مہر کے متعلق عدالت میں پیش کئے آپ کوئی ایک حوالہ بھی اپنے حق میں پیش نہ کر سکے ۔ اس موقع پر بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپس میں جھگڑنے کی بجائے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائیں ۔اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ احمدی شرفاء کی ضمانتیں پکی ہوگیں جبکہ منظور چنیوٹی اپنے تبحر علمی کا بھرم بھری عدالت میں تڑوا کر رسوا کن حالت میں واپس لوٹا۔ بعد ازاں جب یہ مقدمہ آرایم ربوہ کی عدالت میں چلا تو مدعی منظور چنیوٹی کبھی حاضر عدالت نہ ہوا مبادا وہاں بھی مزید ذلت خواری گلے نہ پڑ جائے۔

آرایم کی عدالت میں مقدمہ کافی دیر چلتا رہا ۔ خاکسار ہر تاریخ پر حاضر ہوتا رہا۔ بعد ازاں خاکسار نے فوجداری ضابطہ کے تحت درخواست گزاری کہ متعدد خامیوں کی بنا پر یہ مقدمہ اب خارج ہونا چاہیئے ۔ مجسٹریٹ نے سرکاری وکیل کو نوٹس دیا۔ بحث ہوئی مگر درخواست خارج کر دی گئی ۔سیشن کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی گئی مگر وہاں بھی کافی عرصہ چلنے کے بعد خارج کر دی گئی ۔ دراصل کوئی بھی جج ہمارے حق میں فیصلہ دے کر متشدد ملاؤں کی مخالفت اپنے سر لینا نہیں چاہتا تھا ۔ ادھر منظور چنیوٹی صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہو جانے کی وجہ سے اس مقدمے میں زبردست مداخلت کروا رہا تھا۔

مجسٹریٹ اور سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف خاکسار نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست داخل کردی اور ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کیلئے خط بھی لکھ دیا۔ ہائی کورٹ نے حکومت کو نوٹس جاری کر دیا۔ بحث ہوئی تو خاکسار نے مقدمہ کے بنیادی سقم پر بحث کرتے ہوئے عدالت کو بتایا کہ یہ مقدمہ ضابطہ فوجداری کی زیر دفعہ ۱۹۶ ہوا تھا جسکے اندراج کا حکومت پنجاب نے حکم نامہ جاری کیا تھا۔ اسی ضابطہ کی شق "ض ف" کے تحت یہ مقدمہ صرف حکومت درج کروا سکتی ہے کوئی فرد ذاتی حیثیت میں مقدمہ درج کروانے کا مجاز نہیں۔ مگر مولانا چنیوٹی نے یہ مقدمہ اپنی ذاتی حیثیت میں درج کروایا لہذا ایف آئی آر (ابتدائی رپورٹ) سرے سے ہی غلط اور ضابطہ قانون کے خلاف ہے اور ملزمان کو ایک لمبے عرصہ سے بلا وجہ پریشان کیا گیا ہے۔ لہذا یہ مقدمہ غیر قانونی ہونے کے پیش نظر خارج کیا جانا چاہیئے ۔ جج صاحب (جسٹس ریاض) نے بحث سنی اور مقدمہ خارج کرنے اور ملزمان کی بریت کا حکم صادر کر دیا اسطرح تقریباً چھ سال تک مقدمہ مختلف عدالتوں میں چکر کھانے کے بعد بالآخر خارج ہو گیا اور ۱۸ فروری ۱۹۸۶ء کو روزنامہ جنگ لاہور میں خبر جملہ احباب کی بریت کے متعلق شائع ہوئی۔

ٹورنٹو کے مقامی جریدے ماہنامہ بصیرت کا حضرت بانیؑ جماعت احمدیہ کے خلاف ادارتی نوٹ اور جریدے کے مدیر اعلیٰ و "جامعہ اسلامیہ" کے مدارالمہام مولانا آصف قاسمی سے

چند استفسارات

ایک مکتوب۔ ایک مقالہ

تحریر: ناصر احمد وینس

کچھ عرصہ پیشتر دیوبندی عالم دین مولانا آصف قاسمی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ بصیرت کینیڈا نے اپنے رسالہ کے اداریہ میں حضرت بانیؑ جماعت احمدیہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے شانِ ختمِ نبوت کا منکر قرار دیا۔ مولانا موصوف کے اداریہ کے جواب میں جماعت احمدیہ ویسٹن کے سیکرٹری اشاعت ناصر احمد وینس نے مولانا آصف قاسمی کو ایک مکتوب اِس درخواست کے ساتھ بھیجا کہ وہ مکتوب میں درج استفسارات کا جواب اپنے رسالہ میں شائع فرمائیں۔ کم وبیش دو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بقول شخصے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں اِک خامشی تری سب کے جواب میں

کے مصداق مولانا صاحب کی طرف سے جواب ندارد بلکہ تا حال مکمل خاموشی ہے۔ قارئین کی دلچسپئ طبع کی خاطر مذکورہ مکتوب ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا آصف قاسمی صاحب، مدیر اعلیٰ ماہنامہ بصیرت۔ ٹورانٹو

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی زیرادارت شائع ہونیوالے جریدہ بصیرت کے شمارہ بابت فروری ۱۹۹۸ء میں آپکے قلم سے تحریر شدہ اداریہ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ نے جریدہ مذکور کی اشاعت کے تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں قدم رکھنے کے موقع پر اپنے اداریئے میں پرچے کی اشاعت کے جملہ اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی ایک غرض یہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ کی شان ختم نبوت کے منکر مرزا غلام احمد قادیانی اور منکر حدیث غلام احمد پرویز کی طرف سے پھیلائی گئیں غلط فہمیوں (اور دین اسلام کے خلاف باتیں پھیلانے والوں) کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش کرنا تا کہ ہماری نئی نسل ان کے فریب سے محفوظ ہو جائے۔" مولانا آصف قاسمی امیر جامعہ اسلامیہ کینیڈا۔

(بصیرت انٹرنیشنل کینیڈا، فروری 1998 صفحہ 2:)

مولا نا محترم ! دینِ اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے والوں کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش کر کے نئی نسل کو ان کے فریب سے محفوظ رکھنے کا ادّعا لا ریب نیک اور مستحسن فریضہ ہے، جس سے اختلافِ نظر کی کوئی گنجائش ہو ہی نہیں سکتی۔ راقم بھی چونکہ نئی نسل سے تعلق رکھتا ہے لہذا ذہن میں اٹھنے والے بعض خیالات اور سوالات کے متعلق آنجناب کے معبوط علمی جوابات کا متمنی ہے۔ چونکہ ماہنامہ بصیرت ایک علمی اور دینی پرچہ ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ راقم کے سوالات اور آپ کے عطا کردہ جوابات بصیرت میں شائع فرما کر نوجوان نسل کی مناسب راہنمائی، تسلی و تشفی فرمائیں۔ آنمکرم کے تجرعلمی اور جوابات سے جہاں قارئین کو خاطر خواہ علمی فوائد حاصل ہوں گے وہاں یقیناً آپ کو بھی اس کار خیر کا اجر الگ ملے گا۔ شنید ہے کہ آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ کے نواسے ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو علم وادب آپ کے گھرانے کی گویا لونڈیاں ٹھریں! امید ہے کہ بصیرت کی کسی قریبی اشاعت میں اپنے جوابات شائع کرتے ہوئے ایک نوجوان سائل کی علمی تشنگی دور کرنے کے سامان بہم پہنچائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

برسبیل تذکرہ یہاں ایک بات بتاتا چلوں کہ زیرنظر سوالات ذہن میں اس وقت پیدا ہوئے جب آج سے چند سال پہلے لاہور کے اخبار نوائے وقت میں ایک کتاب' تحذیرالناس' کے متعلق صفحہ اول پر ایک خبر شائع ہوئی تھی اخبار نے اپنے پہلے صفحہ پر چوکھٹے میں یہ احتجاجی مطالبہ شائع کیا کہ:

"قادیانیوں کی رسوائے زمانہ کتاب کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے حکومت ناشرین کے خلاف توہینِ رسالت کے جرم میں کاروائی کرے"

نیچے خبر کے متن میں درج تھا: "فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) سنی تحریک فیصل آباد کے کنویز قاری اللہ دتہ محسن اور دیگر اراکین عزیز صادق مولانا محمد اسلم رضوی صوفی ناصرعلی اور محمد اکبر انصاری نے ایک مشترکہ بیان میں منکرین ختم نبوت کی کتاب 'تحذیرالناس' کی وسیع پیمانے پر اشاعت پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس رسوائے زمانہ کتاب کی خرید وفروخت اور اشاعت پر پابندی لگائی جائے اور اس کے ناشرین کو توہین رسالت کے جرم میں فوری گرفتار کیا جائے ورنہ اگر حکومت نے منکرین رسالت کی اس قبیح کاروائی کا نوٹس نہ لیا تو سنی تحریک یہ فرض ازخود پورا کرے گی ......اور اسے تلف کر کے دریا برد کر دے گی۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء)

یہ خبر اِس لحاظ سے راقم کے لیئے دلچسپی کا باعث تھی کہ مطالبہ کرنے والوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ معرکتہ الاراء کتاب قادیانیوں کی نہیں بلکہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی تصنیف لطیف ہے۔ جو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ سے بھی بہت پہلے احاطہ تحریر میں آچکی تھی۔ معلوم ہوتا ہے مطالبہ کرنے والے 'رضوی' مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیروکار تھے اور انہیں شائد کتاب کا پہلا صفحہ جہاں مصنف کا نام درج ہوتا ہے دیکھنے کی توفیق نہیں مل سکی۔ ورنہ وہ یہ کتاب قادیانیوں سے منسوب نہ کرتے۔ مذکورہ کتاب میں آنحضرت ﷺ کی رسالت ختم نبوت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی نسبت پاکستان شرعی عدالت کے چیف جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی (جن کا شمار ممتاز سنی بریلوی شخصیات میں ہوتا ہے) نے اپنے ایک مکتوب میں یہ رائے قائم کی ہے کہ: "حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیرالناس کو متعدد بارغور تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاتہ و سلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسان کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شیرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔" (خط پیر صاحب مقدمہ تحذیرالناس صفحہ ۳۰، ۳۱)

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ جناب پیر صاحب کو اپنے متذکرہ مکتوب (بابت تحذیرالناس) کی بنا پر بریلوی علماء کی زبردست تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے چنانچہ رسالہ "کنزالایمان" لاہور نے ستمبر ۱۹۹۷ء میں ان کے خلاف "ختم نبوت نمبر"، شائع کیا ہے اور اس میں پیر صاحب کے خلاف ۶۲ صفحات پر مشتمل مقالہ درج کیا ہے۔ بریلوی رسالہ کنزالایمان کے نزدیک رسالہ تحذیرالناس کی عبارتیں کفریہ ہیں جن سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔

اور گستاخانہ عبارتوں کی ضرب براہ راست رسول کریم ﷺ کی عظمت وحرمت پر پڑتی ہے۔

(رسالہ کنز الایمان ستمبر ۱۹۹۷ء صفحہ: ۱۰۷)

صاحبانِ فکر ونظر کے نزدیک حضرت مولانا نانوتوی صاحب ؒ کی متذکرہ تصنیف لطیف کی بابت رسالہ کنز الایمان کے مندرجہ بالا ریمارکس سراسر زیادتی ہے۔ جبکہ حضرت مولانا نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین حضرت محمد عربی ﷺ کی شان نبوت کو نہایت عارفانہ انداز اور وجد آفریں طریق پر بیان فرمایا ہے جو ان کے عالم ربانی اور عاشق رسول ہونے پر دلیل ہے مولانا رسالہ کے صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"عوام کے خیال میں تو آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں " ولیکن الرسول و ختم البین " فرمایا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مداح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔" اسی طرح کتاب کے صفحہ ۳۴ پر رقمطراز ہیں:

" اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

تحذیر الناس کے آخر پر انیسویں (۱۹) صدی کی دنیائے اہل سنت کے مسلمہ عالم دین مولانا ابو الحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی کا یہ واضح فتویٰ بھی موجود ہے کہ:

"علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا" (صفحہ: ۵۱)

بعینہٖ یہ فتویٰ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات کے اردو ترجمہ "مقابیس المجالس" کے صفحہ نمبر ۵۳۵ میں موجود ہے۔ یہ ترجمہ بزم اتحاد المسلمین لاہور پاکستان کے زیرِ اہتمام رجب ۱۴۱۱ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

تحذیر الناس کے بعد اب صرف ایک اقتباس سرتاج الاولیاء حضرت محی الدین ابن عربیؒ (۵۴۰۔ ۶۳۸ ھ) کی ایک تحریر سے پیش کرنے کے بعد سوالات درج کروں گا۔ فیروز سنز کی طرف سے شائع کردہ رسالہ 'ابنِ عربیؒ' کا اقتباس ملاحظہ ہو:

ختم نبوت و ختم رسالت

" ابنِ عربی نبوت و رسالت کو محمد رسول اللہ پر ختم سمجھتے ہیں مگر صرف بحیثیت نبوت تشریعی۔ یعنی اب ان کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی مگر ایسا نبی آسکتا ہے جو انکی لائی ہوئی شریعت کی تجدید کرے۔ اس نبی کا اکتساب ذاتی اور بلا واسطہ نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے واسطے ہوتا ہے اسی طرح ولایت ایک جاری و ساری شے ہے مگر اس میں ایک خاتم ہوتا ہے"

ابنِ عربی

از: ابو جاوید نیازی

محترم مولانا آصف قاسمی صاحب! مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں تو حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ جیسی نامور، جید شخصیات بھی بظاہر 'شانِ ختم نبوت' کی منکر دکھائی دے رہی ہیں جبکہ عقلاً یہ بات بعید از قیاس ہے کہ مذکورہ ہستیاں بھی 'شانِ ختم نبوت' کی منکر ہوسکتی ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس کے معنی ہیں "تمام انبیا کو ختم کرنے والا"۔ اس میں نہ تو کوئی مستثنیٰ ہے اور نہ ہی ان معنوں کی تخصیص جائز ہے۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں تخصیص کرنا کفر ہے۔ اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے۔ پاکستان کا آئین بھی یہی کہتا ہے۔ آپ نے جو اداریہ رقم فرمایا ہے اس سے بھی یہی استنباط کیا جاسکتا ہے کہ شانِ ختم نبوت کا انکار کرنے والا گمراہ اور کافر ہے۔ اب اس کے نتیجے میں مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات کیلئے آنمکرم کو زحمتِ تحریر دے رہا ہوں:

۱) آپ کا کیا فتویٰ ہے سرورِ کونین سید الثقلین محمد مصطفےٰ ﷺ کے متعلق

جنہوں نے امت کو خوشخبری دی کہ آخری زمانہ میں نبی اللہ عیسیٰؑ کو انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کیلئے مبعوث کیا جائے گا؟

۲) آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور محدثینؒ کے متعلق جنہوں نے نزول مسیح کی احادیث کو روایت کیا اور تواتر سے روایت کیا اور ساتھ ہی یقین ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں آنا بر حق ہے اور وہ نبی اللہ ہو گا؟

۳) آپ کا کیا فتویٰ ہے تمام اہل السنّت والجماعت کے ائمہ اور مقلدین کے متعلق جو اس اعتقاد پر قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشگوئی یقینی ہے وہ یقیناً آئیں گے اور اسلام کو دنیا پر غالب کریں گے اور دجالی فتنے کا ازالہ فرمائیں گے؟

۴) آپ کا کیا فتویٰ ہے ان تمام متکلمین اور مفسرین کے متعلق جنہوں نے آیت خاتم النبین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ متبع شریعت محمدیہ ﷺ ہو کر آئیں گے اس لئے ان کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں؟

۵) پھر آپ کا کیا فتویٰ ہے ان علماء کرام اور آئمہ عظام کے بارے میں جنہوں نے خاتم النبین کے معنی اور تفسیر ایسی بیان کی جو اس مطلب سے زیادہ اعلیٰ اور مطلب خیز ہے اور وہ امتی نبی کے آنے میں روک بھی نہیں بن سکتی؟

۶) پھر خاتم النبین کے معنی 'تمام انبیاء کو ختم کرنیوالا' بالکل مبہم ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو انبیاء گزر چکے اور وفات پا گئے ہیں انہیں بند یا ختم کرنے کے کیا معنی؟ وہ تو پہلے ہی گزر چکے ہیں اور ایک نبی (عیسیٰ علیہ السلام) جو عوام کے خیال کے مطابق ابھی زندہ تھے انہیں نہ ختم کر سکے اور نہ ہی ان کا آنا بند ہوا؟

۷) ایک اور سوال بھی اس ترجمہ کے متعلق یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی بھیجنا یا نہ بھیجنا کس کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ کا یا نبی کریم ﷺ کا؟ قرآن کریم (سورہ الدخان آیت ۵'۴) میں فرمایا: 'انا کنّا مرسلین' کہ ہم ہی رسول بھیجتے ہیں۔ پس جب رسول بھیجنا خدا تعالی کے اختیار میں ہے تو بند کرنا یا ختم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے اس طرح خاتم النبین تو خدا کی صفت قرار پائی۔ وہی مرسل النبین ہوا اور وہی خاتم النبین ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید کی گواہی یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ خاتم النبین ہیں؟

۸) پھر دوسرے انبیاء تو ہمیشہ خواہش کرتے بلکہ دعا مانگتے رہے کہ خدا تعالیٰ ان کے متبعین کو بڑے روحانی درجات عطا فرمائے اور اپنے قرب سے انہیں نوازتا رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن نبئی کریم ﷺ تشریف لائے تو اعلان ہو گیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ اور بلند مرتبہ نصیب نہ ہو گا! پہلی امتوں میں شہداء اور صدیقین کے علاوہ خدا تعالیٰ انبیاء بھی مبعوث فرماتا رہا۔ لیکن اس امت میں شہداء صالحین اور صدیقین تو ہوں گے مگر کسی فرد کو نبوت کے شرف سے نہ نوازا جائیگا......کیا یہی فضیلت ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کو عطا کی گئی۔ کیا یہی اعلیٰ درجہ ہے جو آپ ﷺ کی امت کے حصہ میں آیا؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر امت مسلمہ کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر کس وجہ سے اس امت کو خیر امت کہا جائے؟ جب ختم نبوت کے یہ معنی لئے جائیں کہ اس امت میں کوئی شخص نبی نہیں سکتا تو پھر 'شان ختم نبوت' میں 'شان' چہ معنی؟ صرف دعویٰ ہی تو کافی نہیں ہوسکتا۔ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی عیسائی بلکہ مجوسی اور عرب لوگ ہمیشہ اپنے دین کو زیادہ اعلیٰ قرار دیتے مثلاً تفسیر الدر المنثور جزء۲ صفحہ: ۲۲۶ پر لکھا ہے:

(ترجمہ) "مختلف ادیان کے لوگوں نے فخر کرنا شروع کیا۔ یہود نے کہا کہ ہماری کتاب (تورات) سب سے افضل ہے اللہ نے اس سے تخلیہ میں سرگوشیاں کیں اور کلام کیا عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ خاتم النبین ہے اللہ نے اسے تورات بھی دی اور انجیل بھی اگر محمد ﷺ اس کا زمانہ پاتا تو اس کی پیروی کرتا اور ہمارا دین بہتر ہے اور مسلمانوں نے کہا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں۔"

ملاحظہ کیجئے کیسے ہر مذہب کے پیرو اپنے دین کو افضل اور اعلی قرار دیتے

ہیں پس خاتم النبیین کے معنی 'تمام نبیوں کو ختم کرنے والا' کئے جائیں تو ان معنوں سے لازم آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گویا اعلان فرما دیا کہ میری امت میں سے کسی کو نبوت کا اعلیٰ منصب نصیب نہ ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ وہ صدیق کا درجہ حاصل کرسکیں گے۔ اور یہ کوئی ایسا درجہ نہیں جسے دوسری امتوں کے مقابل فخر کیساتھ پیش کیا جا سکے۔ کیونکہ دوسری امتوں میں بھی شہید اور صدیق بکثرت ہوئے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

'والذین آمنو باللّٰہ و رسولہ۔ اولٰئک ھم الصد یقون والشھداء عندھمٗ

کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ پس لب لباب یہ کہ 'شان ختم نبوت' سے آخر کیا مراد ہے؟ اور اب آخر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بھی چند سوالات دریافت کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں:

۹) کیا آپ حضرت امام مہدی علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

۱۰) حضرت امام مہدی علیہ السلام و حضرت عیسیٰؑ (جن کے آنے کی احادیث نبویہ ﷺ میں خبر دی گئی) ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا دو علیحدہ موجود ہیں؟

۱۱) اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام وحضرت عیسیٰؑ دو الگ ہستیاں ہیں تو:

(۱) حضرت امام مہدی کن لوگوں میں سے ہوں گے۔ قریش اہل بیت یا آل سلمان فارسیؓ میں سے؟ (جبکہ تاریخ اسلام کے مطابق حضرت سلمانؓ نے تو شادی ہی نہیں کی تھی)۔

(۲) حضرت مہدی علیہ السلام کب تشریف لائیں گے؟

(۳) حضرت امام مہدی کی شناخت کیا ہوگی؟

(۴) آپ علیہ السلام کو امام مہدی کون مقرر کرے گا؟

خدا تعالیٰ بذریعہ وحی والہام یا عوام بذریعہ انتخاب یا لاہور کے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جن کا بیان ٹورانٹو کے بعض مقامی اردو اخبارات (پاکیزہ ہفتگی وغیرہ) میں بایں الفاظ شائع ہوا تھا کہ "حضرت امام مہدی علیہ السلام دنیا میں کسی جگہ تولد ہو چکے ہیں ......"؟

۱۲) حضرت امام مہدی بعد ظہور کس فقہ پر عمل فرمائینگے؟ حنفی شافعی مالکی حنبلی یا جعفر یہ پر؟

۱۳) (۱) اگر حضرت امام مہدی نے کسی ایک فقہ کو منتخب فرمایا تو دیگر فقہاء کے پیروکاروں کا متوقع ردعمل؟ ذرا الفاظ میں نقشہ کھینچئے ......!

(۲) اور اگر حضرت امام مہدی نے خود اجتہاد فرمایا اور اپنا ہی فقہ رائج فرمایا تو تمام مقلدوں اور غیر مقلدوں کے ردعمل کا نقشہ 'کنز الایمان' جیسے جرائد مرتب کرنیوالے علمائے حاضرہ کی رعونتِ فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے کھینچیں؟ (جن کا کسی قدر تذکرہ اور تحذیر الناس کے نفس مضمون کی بابت پیر کرم شاہ بھیروی صاحب کے تعریفی مکتوب کے سلسلہ میں آچکا ہے)

۱۴) آخری زمانہ کے موعود حضرت مسیح علیہ السلام کیا وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آج سے دو ہزار سال پہلے بھی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں؟ اگر موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی نبی ہیں تو انکے آج تک آسمانوں پر بجسد عنصری زندہ ہونے پر کوئی قرآنی دلیل؟

۱۵) جب ان موعود عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ ظہور ہوگا تو کیا یہ خدا تعالیٰ کے نبی ہونگے یا نہیں؟

مولانا محترم! قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پیچیدہ سوالات کے جوابات اپنے پرچہ بصیرت میں رقم فرما کر ممنون فرمایئے گا۔ آپ کا غالباً ریڈیو پر پروگرام بھی نشر ہوتا ہے۔ لیکن کینیڈا جیسے ملک کی مصروف زندگی میں ریڈیو سننے کا موقع شاذونادر ہی ملتا ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ جوابات بذریعہ بصیرت عنائیت فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

ویسے بھی بصیرت کی پیشانی پر لکھے گئے الفاظ" امریکہ و کینیڈا میں اہلِ سنت و الجماعت کا واحد ترجمان" کی روشنی میں مندرج سوالات کے جوابات عنایت کرنے کا استحقاق آنمکرم سے زیادہ اور کس عالمِ دین کو ہوسکتا ہے؟ امید ہے کہ اپریل یا مئی کے شماروں میں آپ ان کے جوابات ضرور رقم فرما دیں گے۔

زیرِ نظر اوراق سوالات مکمل کر چکنے کے بعد بصیرت کی ورق گردانی کرتے ہوئے مفسّرِ قرآن مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے ایک مضمون پر نظر جا پڑی جس کے ساتھ ہی حضرت تھانوی صاحب کی کتاب "احکامِ اسلام عقل

کی نظر میں" کے متعلق لاہور کے ایک جریدہ ماہنامہ "قولِ سدید" بابت ماہ مئی ۱۹۹۳ء میں شائع ہونیوالے ایک طویل مضمون کے مندرجات ذہن میں درآئے بریلوی عالمِ دین جناب محمد افضل شاہد نے اپنے طویل مقالے میں ثابت کیا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی مذکورہ کتاب میں معتدبہ حصے مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے تھوڑی بہت کتر و بیونت کر کے اپنے نام شائع کر دیئے ہیں۔ جسے انہوں نے 'علمی سرقہ' کا نام دیا ہے یہاں ایک ضمنی سوال کرنے کی دوبارہ اجازت چاہتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ محمد افضل شاہد صاحب کے مقالہ کے مطابق اگر تھانوی صاحب نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب سے واقعی نقل کر کے بغیر حوالہ دیئے اسے اپنے نام سے شائع فرما دیا ہے تو یہ فعل کس زُمرے میں آتا ہے؟ کیا علمی سرقہ جائز ہے؟ اور سرقہ بھی ایک ایسے شخص کی کتاب سے جسے اس کی تحریروں کتابوں اور دعوؤں کی بنا پر ۱۹۷۴ء کی پاکستان قومی اسمبلی کے ممبران نے مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے متفقہ طور پر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہو ایک سوال یہ بھی کہ جو شخص کافر قرار دیا جا چکا ہو۔ اسکی کتاب سے دینی اقتباسات لینا درست ہے یا غلط؟ اگر مرزا صاحب کے تبحرِ علمی سے استفادہ جائز ہے تو وہ کافر کیونکر ٹھہرے۔ راقم کو یاد پڑتا ہے جب غلام احمد پرویز صاحب کی وفات ہوئی تو اُس وقت جنرل ضیاء الحق نے پرویز صاحب کو (منکرِ حدیث ہونے کے باوجود) زبردست خراجِ تحسین پیش کیا تھا اور ان کی علمی قابلیت کی تعریف کی تھی۔ اخبارات میں اسکا ریکارڈ موجود ہے۔ مگر جنرل ضیاء صاحب کے دورِ حکومت میں ہی انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کر ڈالا۔ جس کی رو سے پاکستان میں ان لوگوں پر آذان دینے کلمہ پڑھنے اور خود کو مسلمان کہنے لکھنے پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ اگر مرزا صاحب "منکر شانِ ختمِ نبوت" ہونے کی بنا پر کافر ہیں تو پرویز صاحب 'منکرِ حدیث' ہونے کی بنا پر مسلمان کیسے کہلائے جا سکتے ہیں۔ مگر آئینِ پاکستان کی رو سے صرف مرزا صاحب اور ان کی جماعت ہی دائرہ اسلام سے خارج یا "ناٹ مسلم" ہے۔ یہ بات بھی راقم کی سمجھ میں نہیں آ سکی۔ وضاحت فرما سکیں تو نوازش ہوگی دورانِ مطالعہ تھانوی صاحب کے بعض ارشادات راقم کی نظر سے گزرے ہیں، جو حیران کن بھی ہیں اور پریشان کن بھی۔ مثلاً وفاتِ مسیح کے حوالہ سے جب مرزا صاحب نے عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے تو اسکے متعلق تھانوی صاحب دیباچہ تفسیر القرآن میں رقمطراز ہیں:

" مولوی غلام احمد قادیانی نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ ان کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لیکر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

اسی طرح تھانوی صاحب کی ایک محفل میں ایک شخص نے جب یہ کہا کہ:

" حضرت! ان لوگوں کا بھی کوئی دین ہے نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو"۔

حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا: " یہ زیادتی ہے۔ توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں اختلاف رسالت میں ہے اور اسکے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختمِ رسالت میں۔ بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہئے"

(منقول از: "سچی باتیں" مرتبہ حکیم ہلال اکبر آبادی صفحہ ۲۱۳ نفیس اکیڈمی کراچی)

والسلام

آپ کا مخلص

ناصر وینس (ٹورانٹو)

کمالاتِ اشرفیہ
سب سے چونکا دینے والی کتاب

ماہنامہ "تخلیق" (لاہور) اپنے معروف کالم "فسٹ نوٹس" میں (پیرا نمبر ۱) میں جناب ستار طاہر تحریر فرماتے ہیں:

"سب سے زیادہ چونکا دینے والی کتاب "کمالاتِ اشرفیہ" ہے میں سمجھتا ہوں۔ اس مختصر سی کتاب (باون صفحات) کا چرچا بہت ہوگا پڑھنے والے اس پر شدید ردِ عمل کا اظہار کریں گے۔ اس کتاب کے مرتب عبداللہ امین زئی ہیں۔ انہوں نے کمال مہارت سے مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کی ایک کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" وہ ٹکڑے تلاش کئے ہیں جو میرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے صرف چند لفظوں کی ترمیم یا تبدیلی کی ہے۔ ورنہ میرزا غلام احمد کی پوری تحریروں کو حرف بہ حرف نقل کر کے اپنی کتاب کا حصہ بنالیا ہے اور میرزا غلام احمد قادیانی کا کہیں حوالہ نہیں دیا۔

اس سرقے کے بارے میں مرتب عبداللہ امین زئی نے آخر میں "حضرت تھانوی کی مشکل اور حل" کے عنوان سے جو چند صفحات خود لکھے ہیں وہ بے حد حیران کن ہیں۔ مرتب نے اس کتاب (کمالات اشرفیہ) کو "مذہبی دنیا میں زلزلہ" کا نام بھی دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں واقعی یہ ایک ہلا دینے والی کتاب ہے۔"

(ماہنامہ "تخلیق" (لاہور) جلد ۱۴ / شمارہ ۷، ۸ سنہ ۱۹۸۳ء

TARBIYYATI CLASS
Majlis Ansarullah Canada
November 21, 1998

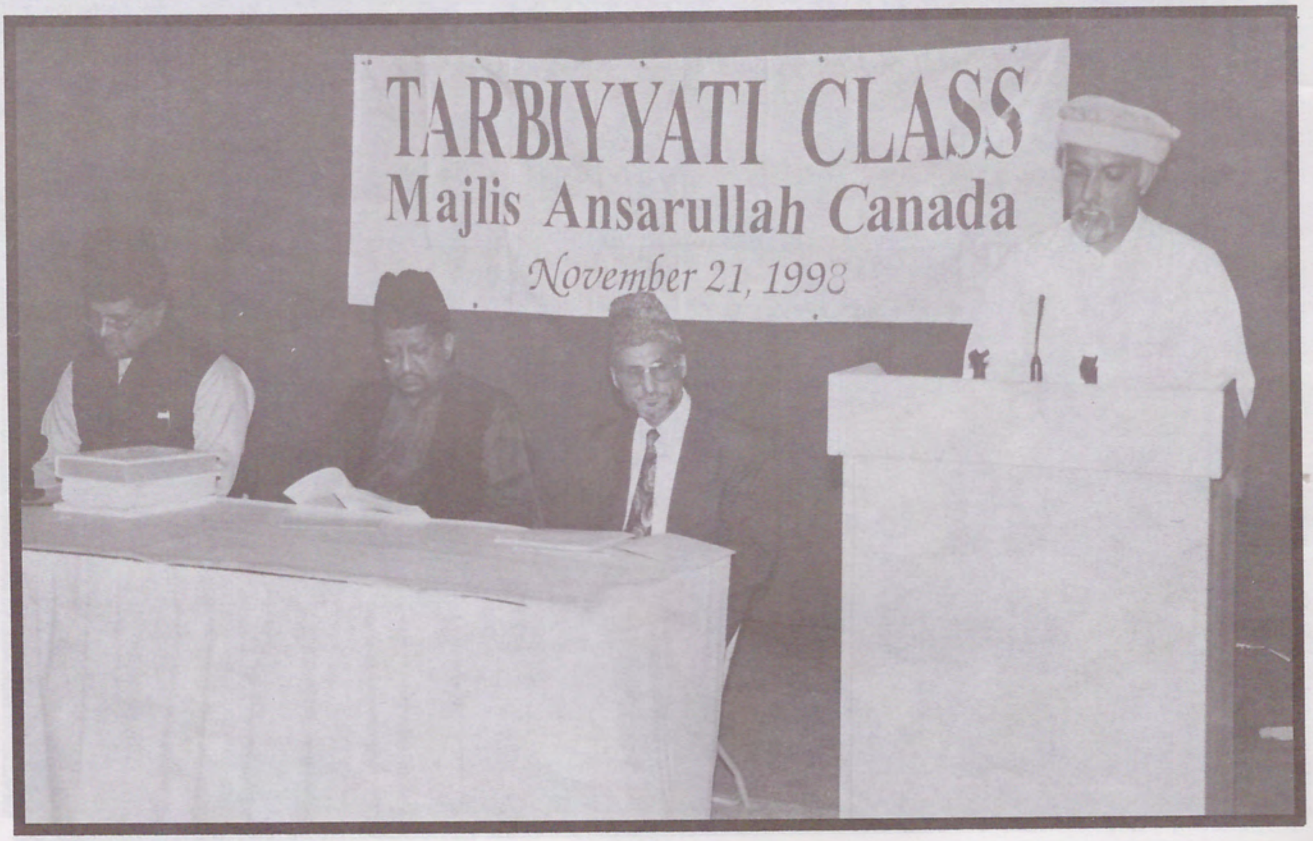
TARBIYYATI CLASS
Majlis Ansarullah Canada
November 21, 1998

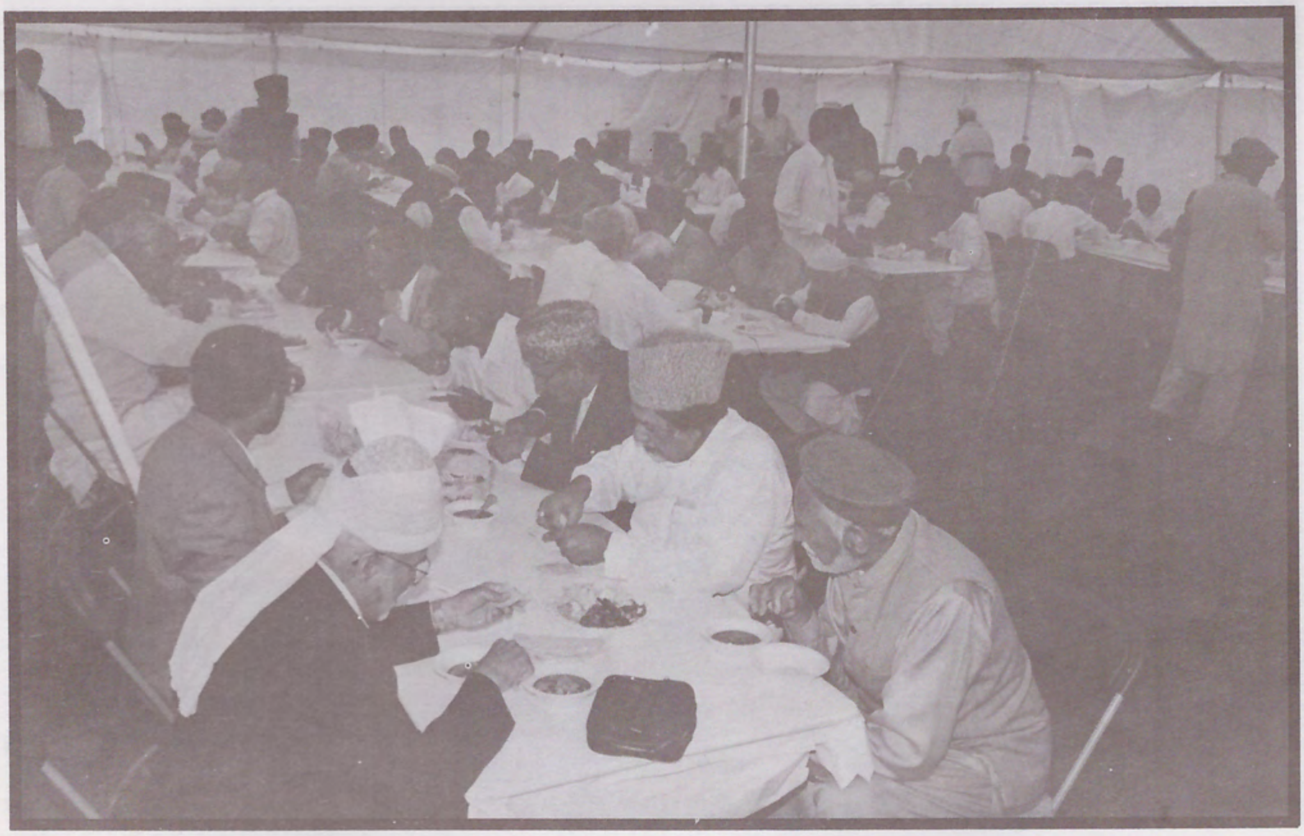

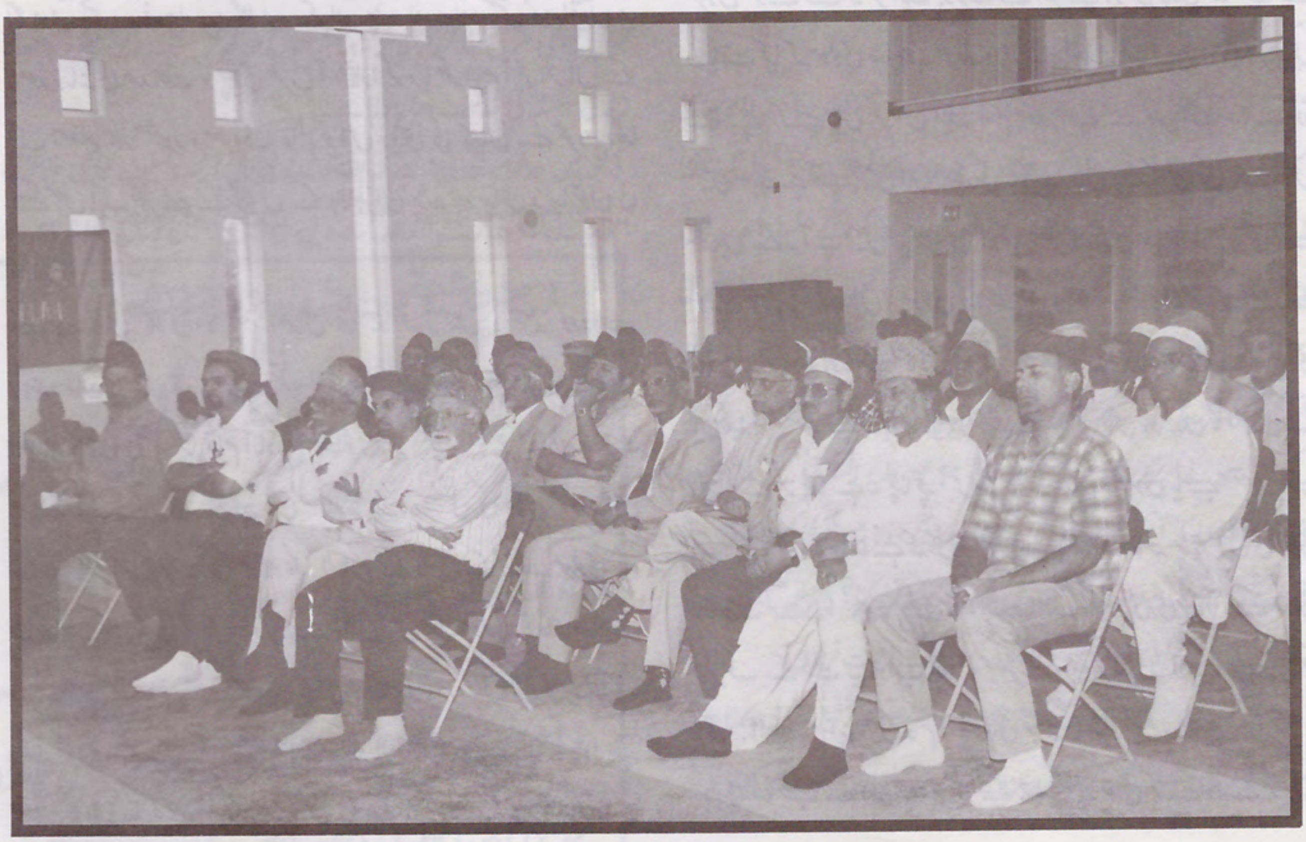

شمع احمدیت کی روشنی ہمارے گاؤں میں

؎ جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار!

صوبیدار بشیر محمود (ویسٹن سائوتھ)

شمع احمدیت کے نور روحانی سے اپنے دل کے دیئے جلانے اور قلب ونظر کو جگمگانے والے پروانوں اور سعید الفطرت روحوں کے ایمان افروز واقعات، جہاں پڑھنے والوں کے دلوں کو گرماتے اور جذبہ ایمانی کو بڑھانے کا ایک مؤثر ذریعہ بنتے ہیں۔ وہاں مامور زمانہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام کے دعوی کی صداقت کا اقرار کرنیوالی نیک فطرت روحوں کے حق میں بھی بے اختیار دعائیں کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ قارئین کے ازدیاد ایمان کی خاطر آج میں اس دلچسپ واقعہ کا تذکرہ کرنے لگا ہوں جس نے ہمارے گاؤں کے ان پڑھ اور سادہ منش دیہاتیوں پر مامور زمانہ کی صداقت کو پوری طرح آشکارا کر دیا مگر امام آخر الزماں کے ایک ہمعصر اور مشہور ومعروف عالم کو اس روشنی کی پہچان سے محروم رکھا جسکے محض ایک فقرے نے گاؤں کے بظاہر ان پڑھ اور جاہل دیہاتیوں کی کایا پلٹ دی تھی۔

میرے آبائی گاؤں کا نام اٹھوال تھا جو کہ تحصیل وضلع گورداسپور (ہندوستان) میں قادیان سے تقریبا بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے۔

اٹھوال گاؤں کی تقریبا تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی جو کہ اہل حدیث مسلک کی پیروکار تھی۔ چناچہ اسی مسلک سے وابستگی کی بنا پر مشہور اہل حدیث عالم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے مخالف مولوی ثناء للہ صاحب امرتسری کا اہل گاؤں سے خاص تعلق تھا۔ مولوی ثناءللہ صاحب امرتسری سے عقیدت کی وجہ سے گاؤں کے لوگ ہر سال ان کو بلا کر ایک جلسہ بھی کیا کرتے تھے۔ انہیں ایام قادیان میں حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کا دعویٰ کہ لوگ آسمان سے جس مسیح کے نازل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں وہ دراصل دو ہزار سال پہلے طبعی وفات پا چکے ہیں لہذا اب کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ جب اس دعویٰ کا چرچا ہونے لگا تو ہمارے گاؤں کے بعض بزرگ معلومات کیلئے قادیان گئے اور وہاں لوگوں سے پوچھا کہ واقعی مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہو چکنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کیا واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ ہیں۔؟

حسب معمول جب مولوی صاحب مقررہ دن گاؤں آئے تو ان کی خاطر مدارت کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ مولوی صاحب کے تقریر شروع کرنے سے پیشتر ایک بزرگ نے کھڑے ہو کر مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب عرصہ دراز سے مختلف مسائل پر آپکی تقریریں سنتے چلے آرہے ہیں مگر آج ایک اہم مسئلہ آپ سے دریافت کرنا ہے اور ہمیں امید ہے آپ ہمیں اس مسئلہ کی حقیقت حال کے متعلق بھی مایوس نہیں کریں گے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی فوت ہو چکے ہیں یا زندہ ہیں؟ مولوی صاحب، جن کا پورا گاؤں عقیدت مند تھا، انہوں نے سوچا ہوگا سارا گاؤں میرا پرانا معتقد ہے اور پھر یہ لوگ کم علم بھی ہیں لہذا ''مستند ہے ہمارا فرمایا ہوا'' کے مصداق میں جو کہوں گا انہوں نے یقیناً تسلیم کر لینا ہے۔ چنانچہ جس طرح غیر اہم، فضول یا بے مقصد بات کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ مٹی ڈالو اس پر یا چھوڑو فاتحہ پڑھو اِس کی، کوئی اور بات کرو جی! بعینہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زبان سے خدائی تصرف کے تحت یہ جواب نکلا: ''حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تو پڑھو فاتحہ...!! آؤ ہم اپنا اصل کام (کاروائی جلسہ) شروع کرتے ہیں۔''

مولوی صاحب کے اس ٹرخاؤ قسم کے جواب پر سوال کرنے والے بزرگ

فوراً بول اُٹھے ”مولوی صاحب! فاتحہ تو مرے ہوئے انسان کی پڑھتے ہیں“۔ مولوی صاحب کے منہ سے جواباً یہ جملہ نکلا ”چلئے ایسے ہی سمجھ لیں......“۔ اس جواب پر ہمارے اس بزرگ نے کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے ہمارا تو مسئلہ حل کر دیا۔ قادیان والے مرزا صاحب بھی تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اب آپ نے بھی مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق کر دی ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب جو اپنے دور کے بہت بڑے عالم بھی تھے اس ان پڑھ بزرگ کی بات سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ مولوی صاحب نے جب یہ دیکھا کہ پورا گاؤں ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے تو انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو کم علم خیال کرتے ہوئے کافی مولویانہ داؤ پیچ لگانے کی کوشش کی مگر کم علم آدمی کو اوّل تو سمجھانا کافی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جب ایک دفعہ کوئی بات یا نکتہ اسکی سمجھ میں آجائے تو پھر اسے اسکے موقف سے ہٹانا اور بھی مشکل بلکہ بعض صورتوں میں ناممکن ہوجاتا ہے۔ چنانچہ یہی کچھ ہمارے گاؤں اٹھوال میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور اہل گاؤں کے بیچ ہوا۔ تاہم یہ نکتہ بھی واضح رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسکے قلب ونظر کو بصیرت کی روشنی عطا فرماتا ہے۔

ادھر ہمارے گاؤں اٹھوال کے بزرگوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کا جواب سن کر نہ صرف متذکرہ جلسہ کی کاروائی بند کر دینے کا فیصلہ کیا بلکہ اگلے روز قادیان جا کر امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ یوں پورا گاؤں مولوی صاحب کی آنکھوں کے سامنے احمدی بن کر امام مہدی علیہ السلام کا مصدق بن گیا۔ جو بزرگ قادیان گئے (جو تعداد میں تقریباً دس سے بارہ تھے) ان کے سادہ دیہاتی لباس اور پڑھے لکھے نہ ہونے کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو میری شدید مخالفت کے دور میں آخر کس بات نے میرے دعوے کی صداقت کی تصدیق کرنے پر مائل کیا؟ چنانچہ یہ تفصیل سن کر حضور نے سب کیلئے دعا کی اور واپسی کی اجازت رحمت فرمائی۔

ان بزرگوں میں خاکسار کے نانا جان اور مولانا محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم (مربی سلسلہ) کے دادا جان حضرت میاں اللہ بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے اور خود انہوں نے ہی اس سارے واقعہ کی تفصیل خاکسار کو بتائی تھی۔ گاؤں کی نمائندگی میں قادیان جانیوالے وفد میں شامل بزرگوں میں سے صرف ایک اور بزرگ حضرت چوہدری سلطان بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام یاد رہ گیا ہے۔ جو جماعت احمدیہ ویسٹن کے ایک نوجوان سرگرم داعی الی اللہ عزیزم نور اعجاز کے پر دادا تھے۔

بہر کیف یہ ہمارے اولین بیعت کرنے والے بزرگوں کی نیکیوں کا ثمر ہے کہ ہمارے آبائی گاؤں (جو بعد میں ”اٹھوال احمدیہ“ کے نام سے پہچانا جانے لگا تھا) سے بہت مربیان سلسلہ کا تعلق ہے مثلاً مولانا محمد شفیع اشرف مرحوم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب شاد۔ مولوی نصر اللہ صاحب ملہی اور مولوی ناصر احمد صاحب ملک وغیرہ ہیں۔

ان کے علاوہ اس گاؤں کے اولین بزرگوں کی اولاد آج پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور دنیا کے ساتھ ساتھ خدمت دین کی بھی کما حقہ توفیق پا رہی ہے۔ خود یہ عاجز بھی گزشتہ دس سال سے بطور واقف خدمت دین کی توفیق پا رہا ہے۔ آجکل محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا کی زیرنگرانی احمدیہ مشن ہاؤس بیت السلام میں خدمت سلسلہ کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اسی طرح خاکسار کا بڑا بیٹا مسعود احمد مرکز سلسلہ ربوہ بطور واقف زندگی سلسلہ کی خدمت بجا لا رہا ہے۔

آخر میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالے ہماری آئندہ نسلوں کو بھی خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور خدمات دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرماتا چلا

(حضرت شیخ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ ۵۶۰ھ)

مہدئ وقت و عیسئ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم
ماہ را روسیاہ مے نگرم
مہر را دلفگار مے بینم

”وہ مہدی اور عیسیٰ دونوں صفات کا حامل ہوگا۔ میں چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں“

The manager who feels overwhelmed and works long hour often procrastinates on delegation. At a deeper level, this person may procrastinate on planning, organizing, and monitoring the efforts of others. At a still deeper level, the person may feel unworthy, project this doubt on others, and then compulsively take responsibility for practically everything to avoid facing this problem. At a different level, the person may procrastinate on finding a career better suited to the interest, temperament, and personal style.

The ancestor of every action is thought

Breaking procrastination pattern takes knowledge, purposefulness, will, and effort. Since there is no magic cure, we constantly have to work to keep this habit in check. If we intend to get more personal value out of our time and life, we better face this fact sooner rather than later. Those who refuse to face this reality will get practically nowhere in overcoming their procrastination.

While people who feel lazy often procrastinate, laziness and procrastination are often different. Laziness is apathy for activity. Procrastination, on the other hand, is an active state of avoidance that often involves creating elaborate excuses for putting things off.

Our bodies are our garden,
Our wills are gardeners

Without visions and plans, we most likely rely on wishes and hopes that the fate will kindly rule our destiny. By waiting for a miracle to happen, we place ourselves in passive role and take whatever happens. Without planning ways to accomplish what we set out to do, our energies will naturally get dispersed.

When we put off dealing with procrastination, we risk creating emotional stress. When we continue to experience stress, we will often put off personal development goals because our energies become wasted by unresolved problems.

Things do not change, we change

People who are behaviorally and mentally organized experience a sense of well being and control over their lives. People who effectively manage their priorities at home and at work, their relationships, and their lives normally do a better job of organizing their resources than those who feel disorganized and have trouble deciding what to do next.

The benefits of using an effective organizational system are extensive. You process details quicker with less effort. Developing and continuing to develop the best organizing system involves a four-step process:

- Identify Organizing objectives
- Direct efforts to increase efficiency and effectiveness.
- Develop the system
- Revise and update the system

The great end of life is not
knowledge but Action.

There are virtually thousands of methods to help to follow through on setting up organizational system to overcome the procrastination. Unfortunately this article can not cover the details due to the limitations on time and space. In brief the solution can be summed up in one word "اعمال صالحه" or one verse:

ليس للانسان الا ما سعى

OR in one sentence:

Doing reasonable things, in a reasonable way, within a reasonable time.

Waiting For A Miracle To Happen

Dr. Sajid Ahmad

The electronic, information, and social revolutions have reshaped our world. Because of extra ordinary technological and social changes, we have unique challenges that hold opportunities only for those who will move forward intelligently. Knowing how to take charge of our time and life is more important today than ever before.

If a man has not discovered something that he will die for, he is not fit to live.

It is not a coincidence that Almighty God revealed to the Imam of the time that he is the Messiah whose time will not be wasted. We as human being do many things well and on time. Yet sometimes we find ourselves deep in a mess by putting off, postponing, delaying, or avoiding timely and relevant activities.

It is universal bane of life that people, including me, put things off until tomorrow, and when tomorrow comes, they put them off until the next tomorrow. It is called "Procrastination". There is hardly a person who does not put some things off. But a pattern of procrastination often leads to a sense of helplessness and a lack of a sense of accomplishment.

Man is not the creature of circumstances. Circumstances are the creatures of men.

Procrastination ranges from relatively benign acts of letting mail pile up un-answered to serious forms of habitually wasting away time and potential. It frequently takes the form of let some one else do it. Here we assume that miracle will happen and that will take care of the task.

The process of delay exists in different degrees and at different levels of intensity- from inconvenient to immobilizing.

At the level of **inconvenience**, we avoid and escape the tasks but not to the point that seriously disadvantage us.

At the **troublesome** level, we cause ourselves some damage, but normally we can repair or excuse it.

At the level of **immobilization**, our life centers on avoiding and escaping many responsibilities.

We humans have a built-in drive for mastery over our environment. Procrastination represents a partial break down in the drive for mastery that can occur at practically at any age and stage of life.

It can start in childhood for different reasons, including children with learning problems, parental inconsistency, Television commercials that create a phony reality, inefficient and ineffective families, authoritarian environments, etc. etc. Some exceptions do exist.

In adolescence fears about an uncertain future combined with developmental changes, feeling of awkwardness, moodiness, and fear of embarrassment can leave many feeling confused.

Procrastination can erupt in early adulthood. Ninety percent of college students put the thing off in notable ways. Some find difficulty managing themselves efficiently in self-structuring circumstances where there are many appealing distractions. New responsibilities can also evoke resistance in those used to a less responsible lifestyle.

Interestingly, many people do not recognize that procrastination can occur at different levels within an important area of their life.

Maulvi Abdul Kareem Sahib was about the number of people in the mosque that day. At that, I became anxious and was worried as in reality I had not seen for myself whether there were in fact many people in the mosque.
The news however, turned out to be true as Hazrat Maulvi Abdul Kareem Sahib replied that day in fact there were many people in the mosque. This apparently small incident has left a great impact on my heart, even to this day."

This incident clearly shows how much Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* was concerned about prayer in congregation. Hazrat Muslih-e-Mau'ud (as) warns us that if the adults will not observe Prayer in congregation then they are merely hypocrites.

"Those parents", Hazrat Muslih-i-Mau'ud says, "who do not create the habit among their children to observe prayer in congregation, are in a way, their killers and murderers."

Sometimes there are genuine difficulties. For example, the mosque is far from one's house. In that case, arrangements for congregational Prayers can be at home to insure that our family members and our children join in Prayers. However, effort must be made to get to the mosque, if not everyday, at least two or three times a week one must try to offer Prayers in the mosque and get the pleasure of Almighty Allah.

Members of National Majlis Amila Majlis Ansarullah Canada Year 2000

Sadr Majlis - - - -	Malik Kaleem Ahmad
Naib Sadr Awwal - -	Karim Ahmad Tahir
Naib Sadr Saffa-e-Doem - -	Mian Mohammad Saleem
Qa'id Ummoomi - - -	Malik Mohammad Arshad
Qa'id Tabligh - - -	Col. Dildar Ahmad
Qa'id Ta'lim - - - -	Dr. Anwar Ahmad shamim
Qa'id Tarbiyat - - -	Ch. Mahmood Ahmad
Qa'id Maal - - - -	Malik Shamim Ahmad
Qa'id Tajnid - - - -	Ch. Mohammad Aslam
Qa'id Isha'at - - -	Mohammad Zubair Mangla
Qa'id Zihanat and Sehat Jismani -	Zafar ahmad Gondal
Qa'id Tahrik Jadid/Waqfe Jadid -	Ch. Shafqat Mahmud
Qa'id Ithar - - -	Mirza Naseem Ahmad
Auditor - - - -	Naseer Ahmad Goraya
Rukne Khasoosi - - -	Syed Mohammad Ahmad Shah
Rukne Khasoosi - - -	Mahmood Ahmad Rajput

there was no further need to join the prayer that was in progress.

In a Hadith from Musnad of Imam Ahmad Bin Hanbal *kitabus-salat*, the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* has provided us the answer.

Hazrat Jabir bin Aswad *radiyallahu 'anhu* narrates that once two people came to the mosque and quietly sat down in a corner as they had already offered their prayers at home. They had thought that by the time they would get into the mosque, the prayer in congregation would be over. When they came to the mosque, they found that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* was leading the prayer. They did not join the prayer. After the prayer was over, the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* called for them and inquired as to why they had not joined in prayer.

They submitted, "Ya rasulullah, we had already offered prayer at home." Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said. "Even if you offered the prayer at home, after coming to the mosque, you should have joined the prayer in congregation, while it was in progress" You should join the congregation even when you think that the prayer you offered at home was enough.

In his Friday Sermon of the 17th of October 1997, Hazrat Khalifatul Masih IV *ayyadahullah* has drawn our attention to another very important issue. A misunderstanding exists in the minds of many people that if food is ready at the time of prayers then food must be consumed first and prayers can be offered later. This misunderstanding is based on the following Hadith: Hazrat Ayesha *radiyallahu 'anhaa* has narrated that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* has said;

This Hadith of the Holy Prophet (saw) does not mean that when food is ready at the same time as the Prayers, then we must eat the food and put off the prayers until the next time.

Hazrat Khalifatul Masih IV *ayyadahullah ta'ala bi'nasrihil-'aziz* explains,"This is not what the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* has meant. This Hadith only means not to fix the food at the same time as prayers. We must make sure that the meal times are different from the prayer times. That is what is meant by the Hadith of the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam*".

Before I end this speech, I have two things to mention. One is that Hazrat Muslih-e-Mau'ud *radiyallahu 'anhu* has emphasized the importance of congregational prayers at many occasions including in his addresses to Ansarullah, Khuddam-ul-Ahmadiyya and others.

At one occasion, on June 5th 1925, he narrated an incident from his own personal experience. This incident reflects a strong message, therefore I would like to repeat it here.

"Once Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* was sick and could not come to the mosque for Jumu'a Prayer. I was a very small boy then. I proceeded to the mosque by myself. On the way, I met a man called Muhammad Bakhsh. I asked whether the prayer was over, he replied that there was no place in the mosque as the mosque was full of people.
Having received this information, I returned home and offered my prayer. Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* saw me in the house, he inquired if I had gone to the mosque for Jumu'ah prayer. my reply was that I did, but there was no place in the mosque as it was full of people. I felt that Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* was a bit angry when he was asking me that question.
After the Jumu'ah Prayer, Hazrat Maulvi Abdul Kareem Sahib came to visit Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* to inquire about his health. The first question that Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* asked

morning anyway, as they have to go to work. While they are up at the prayer time, they feel that they might as well offer their Fajr Prayer. but if that is the only prayer they observe in the whole day then it is like offering no prayer at all.

Hazrat Masih-e-Ma'ud *alaihissalam* says that these people should understand that missing the prayers is not forgiven or pardoned to anyone at all, even the Prophets of Allah.

During the time of the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam*, some people accepted Islam. As they were new in Islam, they came to the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* requesting:

"Ya Rasullullah, we will follow all the articles of faith, but prayer is a very hard chore for us to practice. We are prepared to obey all other commandments of Islam and follow the injunctions of God, but it is very difficult for us to come to the mosque five times a day to offer prayers. We request that we be exempted from practising this part of the faith."

The Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* replied, " If Prayers is not part of one's faith then such a faith cannot be called to be from God." He further explained, " The purpose of religion is to establish a strong communication link with God Almighty and this can only be achieved by the worship of God Almighty.

On the 27th of December 1920, addressing the Annual Convention of Jamat'at Ahmadiyya, Hazrat Muslih-e-Mau'ud *radiyallahu 'anhu* warned that many of us did not make our children Ahmadis. Why would Hazrat Muslih-i-Mau'ud *radiyallahu 'anhu* say something like that while we know that we are Ahmadis?

Hazrat Muslih-e-Mau'ud's point was that if we did not teach and did not lay emphasis upon our children about the importance of prayers then of course, we would failed in making them true Ahmadis. In our love for children we tend to ignore to teach them the importance of offering Prayers. We try to make an excuse by saying that the child is too young to be put through this ordeal. We think that when the child will grow up, he will automatically start observing prayers.

Hazrat Muslih-e-Mau'ud *radiyallahu 'anhu* said that the time of training the youth is their childhood. If we neglect to train them at that age, then that time would never return.

Therefore, Hazrat Muslih-i-Mau'ud *radiyallahu 'anhu* said," Train your children properly. If you ask them to offer their prayers and finding it difficult they do not offer the prayers, do not think that nothing happened. This would result in a great loss to us and our next generation. You should train your children in a manner that when you die and depart from this world, you should be very happy that you are leaving behind children who will protect the religion and that they will be a great blessings for the religion."

Hazrat Amirul-Mu'minin Khalifatul Masih IV *ayyadahullah* in one of his letters stated that, "an important factor in training and tarbiyyat is prayer in congregation. A vigorous struggle should be launched in such manner that every Ahmadi should become regular in congregational prayer. This struggle should be carried out in a manner that you see to it that the mosque becomes smaller and is packed with worshippers."

There is another aspect of prayer in congregation. Sometimes, people offer their prayer in congregation. Sometimes, people offer their prayer at home and then for some reason come to the mosque. They find out prayer in congregation is in progress but they would prefer to sit down, thinking that they had already completed their prayer and

The hadith of Bukhari, that I have referred to, goes like this: Abu Hurairah *radiyallahu 'anhu* relates that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said,

"By Him, in Whose hand is my life, I have sometimes thought that I would ask for fuel to be collected and *adhan* be called. I would then appoint someone to lead the salat and myself go to those who absent themselves from prayers and set fire to their houses before their eyes." (Bukhari and Muslim).

Abu Hurairah *radiyallahu 'anhu* relates that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said, " For him who proceeds to the mosque morning or evening, Allah prepares an entertainment in paradise every time he proceeds."

In this world, our friends, relatives and even unknown people invite us to their homes for lunch or dinner or for a social gathering or to know each other better. Whenever such an invitation is received, we accept it great pleasure. Allah Ta'ala calls us five times a day with the chants of:

"Allahu-Akbar, Allahu-Akbar, hayya 'alassala, hayya 'alalfalah."
That is, come for *salat*, come for success.

If we neglect that call, it means that we are not ready to accept the invitation of Almighty Allah, which has been prepared for us to lead us towards the paradise.

Abu Hurairah *radiyallahu 'anhu* relates that he heard the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* say,
"Tell me if one of you had a stream running by his door and he took a bath in it five times a day, would there be any dirt left on his body?"
He was answered that there would be no dirt left on his body. Then the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* observed, " Similar is the case of the five daily Prayers. Allah wipes out all faults as a consequence of them." (Bukhari)

Commenting on this Hadith, Hazrat Amirul-Mu' minin has mentioned that the first thing, which should be clearly understood from this Hadith, is that the Holy Prophet (saw) is referring to the stream outside the door, meaning that going out for prayers is better than offering prayers at home.

In short, Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* has mentioned the importance of the five-time daily prayers in congregation. The stream referred to in this hadith is in fact, the mosque. The one who proceeds to the mosque five times a day, spiritually speaking, he is taking a bath or shower. No dirt, no fault or any sin will remain on his body.

Hazrat Promised Messiah *alaihissalam* once visited a mosque in Delhi which was a huge building. He noticed that the real beauty of the mosque was not in the building, but in the worshipers, the ones who observed prayers with the utmost sincerity of their hearts.
He remarked, "Look at the mosque of the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam*. It was very small. Its roof was made of date palm and when it rained it leaked and yet, how beautiful that mosque was where the companions observed their prayers."

Hazrat Promised Messiah *alaihissalam* has exhorted, "Say and observe your five-time daily Prayers regularly, as irregular prayers are not considered real Prayers."

Hazrat Khalifatul-Masih II *radiyallahu 'anhu* once said that if someone continually observed prayers for twenty years but missed one prayer, thinking that missing a single prayer may not bring any harm, he warned that such a person should know that at that moment, he took himself out of the community, out of the Jama'at and out of Ahmadiyyat and Islam.

Some people observe only one prayer every day. These people get up early in the

seven times more beneficial than in his home or his shop. When someone performs ablution carefully and proceeds to the mosque only with the intention of joining prayers, then the reward from the Almighty Allah becomes manifold.

It has been mentioned in one of the sermons of Hazrat Amirul-Mu'minin *ayyadahullah* where he has appreciated the fact that many people by the grace of Allah, sacrifice their time. He says that they come to the mosque with the intention of doing the Jama'at work but it would be better if they came to the mosque with the intention to join in the Prayers and they may do the Jama'at work as well. They should come to the mosque wholly solely for the observance of the congregational prayers and do their Jama'at work while they are in the Mosque for the Prayers.

This is what the Holy Prophet Muhammad *sallallahu 'alahi wassalam* is mentioning in the aforesaid hadith that the only thing that should bring one to the mosque is prayer. For a person who performs the ablution correctly at home and then proceeds to the mosque, for each of his steps, Allah Ta'ala wipes out one of his sins and eventually raises his status in paradise.

A true believer enters the mosque and remains sitting in the mosque for as long as it takes for the Imam to arrive and lead the Prayer. He waits patiently, does not indulge in talking with others, does not waste his time and is not showing impatience of any kind. Sometimes when the Imam is late, it has been seen that people just stand around or indulge in talk. At other times, some people are offering their prayers while others start talking loudly to each other. Such behaviour is not correct according to the hadith of the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam*.

Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* says that when a person is sitting in the mosque waiting for the Imamor waiting for the prayer to be lead, then as long as he is sitting quietly and remembering Allah Almighty, the angels of Allah Almighty would be offering prayers for such a person. The angels pray, "Oh Allah, O our Lord, have mercy on him and forgive him and accept his repentance." Almighty Allah accepts the prayers of Angels as long as the person is sitting quietly in the mosque waiting for the prayer and does not harm anybody. (*Bukhari*)

Hazrat Ibn Umar relates that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said, "Prayer with congregation is twenty seven times more beneficial than Prayer performed by oneself." The importance of prayer in congregation is very clear from this hadith.

On the 17th of October 1997, Hazrat Amirul-Mu'minin, Khailfatul-Masih IV *ayyadahullah* delivered a very important Friday sermon on the subject of the importance of Morning Prayer. Hazrat Khalifatul-Masih IV *ayyadahullah* said that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* had clearly indicated that those who did not come for the congregational Fajr Prayer, he had desired to burn their houses down.

Hazrat Khaliftul-Masih IV *ayyadahullah* said that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* did not actually do this kind of a thing but it was meant for every believer to feel this in his own heart. Hazrat Khalifatul-Masih IV *ayyadahullah* said that if the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* did not take any drastic action, no one else had the right to do something like that. No one should say that he would burn people's homes if they did not come to the Fajr Prayer.

The righteous people must feel in their own hearts that we had missed something by not saying the Fajr Prayer. Hazrat Khalifatul-Masih IV *ayyadahullah* said that it would be better to bear the hardship of coming to the morning prayer than to face the fire on the Day of Judgement.

Importance of Congregational Prayers

Maulana Syed Shamshad Ahmad Nasir
Missionary, USA

(Speech was originally delivered at the 17th Annual Ijtema of Majlis Ansarullah USA on September 12, 1998)

"Who believe in the unseen and observe Prayer, and spend out of what We have provided for them." (AL-Baqra Verse 4)

The importance of congregational prayers is not hidden from anyone. Fourteen hundred years ago, the Holy Qur'an enjoined upon the Muslims to observe Prayers in congregation.

In the verse of the Holy Qur'an, from *Sura Al-Baqara,* which I have recited, *Allah Ta'ala* has mentioned that one of the qualities of a believer and *muttaqi* is that he observes *salat*.

First, I would mention the importance of prayers in the words and example of the Holy Prophet Muhammad *sallallahu 'alahi wassalam* and then what Hazrat Masih-e-Mau'ud *alaihissalam* and his *Khulafa* have said about prayers. I have therefore, collected some of the sayings of the Holy Prophet Muhammad *sallallahu 'alahi wassalam* that I will read to you.

The first *hadith* is taken from *Bukhari, Kitabul-Adab:* Hazrat Ayub Ansari *radiyallahu 'anhu* has related that once a man came to the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* and asked, "Prophet, tell me something that after acting upon it, would take me to paradise and keep me away from the Fire."

The Holy Prophet Muhammad *sallallahu 'alahi wassalam* advised him to worship *Allah* and not to associate any thing with him, Neither in his person nor in his attributes. The Holy Prophet further advised him to observe prayers, give *Zakat* and be kind to his relatives. Then Holy Prophet Muhammad *sallallahu 'alahi wassalam* said, "When your children reach the age of seven, they must know the *salat* and should start to observe *salat*. However when they reach the age of ten and you see that they are not observing the Prayers than be strict with them."
This is the advice of the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* for all of us to follow and to take care of our children.

Hazrat Abu Hurairah *radiyullahu 'anhu* narrates that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said that on the Day of Judgement, the first thing which a man will be called to account for is the Prayer. The very first thing which the Almighty Allah Ta'ala will ask the believers, the Muslims, Prayer in this world, then he will be a great loser.

Hazrat Abu Hurairah (radiyallahu 'anhu) relates that the Holy Prophet (sallallahu 'alahi wassalam) said, "Shall I tell you something whereby Allah would wipe out your sins and raise your status?" Those present said, "Certainly, O Messenger of Allah." He said, "Performing the ablution carefully even if in difficulty." There are times when the weather is bad and it may be very hard to observe the ablution but you perform it anyway, then observe the Prayer, walk to the mosque and wait eagerly for the next Salat after one is done. This is your striving in the cause of Almighty Allah. The Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* emphasized this repeatedly.

Hazrat Abu Hurairah *radiyallahu 'anhu*) relates that the Holy Prophet *sallallahu 'alahi wassalam* said that the Prayer of a person with the congregation is twenty

Chapter Al-Takwir of the Qur'an (Ch. 81) reads as follows (after the opening verse):

1. When the sun is folded up;
2. And when the stars are obscured;
3. And when the mountains are made to move;
4. And when the she-camel (tem months pregnant) are abandoned;
5. And when the wild beasts are gathered together;
6. And the rivers are drained away;
7. And when various people are brought together;
8. And when the female-infant buried alive in questioned about; for what crime was she killed?
9. And when books are spread far and wide;
10. And when the heaven is laid bare;
11. And when fire is caused to blaze;
12. And when the garden is brought nigh.

Commentators thought that the first two verses above appear to be signs of the Day of Judgement, and, therefore, the rest of the chapter also applies to the Doomsday. Hazrat Mirza Ghulam Ahmad disagreed, saying that the verses following the first two verses are an apt description of condition and events of our age.

More specifically, he explained the following happenings that had taken place or are taking place in our time.

- the moving of mountains (to make tunnels, for example);
- the abandonment of camels as beasts of burden and as a major means of transport;
- collection of animals in the form of Zoos;
- the splitting of rivers for purposes of irrigation;
- the gathering of people from distant parts and increased facilities for social and international contacts;
- the social and legal ban on infanticide in different parts of the world;
- the tremendous increase in the publication of books, periodicals and newspapers;
- the extraordinary increase in our knowledge of heavenly bodies (and metaphorically of spiritual truths);
- the phenomenal advance in sciences of different kinds (and in consequence indifference to God);
- the increase of pleasure-seeking;
- and the coming near of the garden of God's grace to rehabilitate, godliness in the world (the opportunities for the faith to show its revival).

The verses below, which follow the verses quoted above, also indicate that the description contained in chapter 81 of the Qur'an is not the description of the Doomsday, but events of this life and of this world.

> "And I call to witness the night as it passes away and the dawn as it begins to breathe"(Al-Takwir 81:17 and 18).

This is a description of the alteration of night and day. Such alteration is possible in a settled universe in which the sun and the stars run their normal courses in their designated ways. If the sun is wrapped up or folded up, as it will be on the Day of Judgement, how can we have the familiar alternation of night with day, asked Mirza Ghulam Ahmad? The verses, therefore, do not apply to the Doomsday, as many commentators seemed to think. These are the description of the increase of sin, of material advancement, of social evils and then eventually of the coming of the grace of God.

This was a new reality and meaning of the Qur'an which did not come out before and this awareness in the understanding of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad was a gift and a special favour from God, the Almighty Allah.

In fact two paradises are promised as a reward for this submission. "And for him who fears his Lord and stands in awe of His majesty and glory, there shall be two paradises (one in this world and the other in the life to come)," (Al-Rahman 55:46). "And, the virtuous drink of a cup tampered with Kafur" (camphor)' (Al-Dahr 76:5 and 17).

Here two stages are mentioned. *Kafur* stage suppresses and nullifies the effect of poison and at the second stage of *Zanjabeel*, the strength is acquired, a sort of tonic for the spiritual system to ascend the heights and overcome all difficulties.

Another verse bearing on this subject runs as, "And give glad tidings to those who believe and do good works, that for them are gardens beneath which streams flow". (Al-Baqarah 2:25). In this verse God compares belief to gardens beneath which rivers flow, showing connection between faith and good deeds. As trees would wither away if they were not watered, so faith devoid of good deeds is dead.

The Islamic paradise is a true representation of the faith and good deeds of this life. Every person's paradise grows from within and does not come from outside. The Qur'an has compared faith to plants bearing delicious fruits (grapes, pomegranates etc) as being embodiment of what is enjoyable in this world.

It has also described the evil tree of unbelief under the name of *Zaqqum*. The Qur'an says, "Are the gardens of paradise better or the tree of *Zaqqum*? Verily we have made it an affliction for the wicked: it is a tree that springs forth from the root of hell" (Al-Saffat 37:62-64).
And, "Hell is a fire of which the source is the wrath of God which rises over the hearts," (Al-Humazah 104:6-7).The spiritual condition is reached after passing through a transformation from physical and moral stages.

That spiritual stage is reached when the following verse comes into operation. "And when my servants ask thee about Me, say: I am near. I answer the prayers of the supplicant when he prays to Me. So they should hearken to me and believe in Me, that they may follow the right path (unto the eternal bliss)", (Al-Baqara 2:186).

Understanding Of Qur'anic Reality And Meaning

At the time Mirza Ghulam Ahmad started making messianic/prophetic announcements on the bases of his spiritual experiences, Muslims generally believed that the truths of the Qur'an had been explained once for all by the earlier doctors of Islam, exegetes and commentators of the Qur'an. Nothing new could now be added. To try to add to that knowledge was futile and even dangerous for the *Muslim Ummah* and will amount to heresy, they maintained.

In reply, Mirza Ghulam Ahmad, claiming his knowledge of the Qur'an from God insisted that Qur'an was infinite in the extrapolation of it's meaning to meet the future needs and challenges of mankind. Should not the word of God yield more and more knowledge as we advance from one generation to another, as we move from one epoch God and Living Qur'an?

He therefore, demonstrated that the Qur'an contains prophecies about our time, that is, the time of the 20th century and the following centuries. That was a new insight. The earlier scholars and commentators had no knowledge of the conditions, which were to arise with the development of scientific discoveries in the physical world. Therefore, they could not fully understand and visualize the prophetic hints of the Qur'an. Invariably these exegetes interpreted these hints as a description of the Doomsday.

In conclusion, then, let's examine just one small chapter of the Qur'an in which Mirza Ghulam Ahmad diverges in explaining the reality and meaning of the Qur'an.

These are three stages which the Qur'an has laid down for a wayfarer who travels along the path that leads to union with God. It is for this reason that the Holy Qur'an claims to be a perfect guidance for mankind as to it alone was given the opportunity to work a reformation complete in all respects. The Qur'an had a grand design before to teach them excellent morals and make them good human beings; and finally to take them to the highest pinnacles of advancement and make them godly.

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, after a thorough study and reflection on the Qur'an, has classified various Quranic verses pertaining to these three stages.

Moral Condition: After the rules of social behaviour, Hazrat Ahmad describes by way of illustration, only a few of the moral qualities which the Qur'an has laid stress on. All moral qualities fall under two heads:

1. Those which enable a man to abstain from inflicting injury on others;
2. Those which enable him to do positive good to others.

Those qualities, which fall under the heading of abstaining from injuries, are four:

1. *Ihthan* (Chastity)
2. *Amanat* (Honesty)
3. *Haun* (Humility)
4. *Rifq* (Politeness)

After these four moral qualities enjoined by the Qur'an Hazrat Ahmad brings out positive morals, i.e., doing good to others in a positive manner rather than merely abstaining from bad actions. These are:

1. *Afw* (Forbearance or forgiveness)
2. *Adl* (Equity)
3. *Ihsan* (Benevolence)
4. *Eatai Zil Qurba* (Graciousness as between kindred)
5. *Shujaat* (Courage)
6. *Sidq* (Veracity and truthfulness)
7. *Sabr* (Steadfastness and patience)
8. *Musawat* (Sympathy)

Hazrat Ahmad makes a point that the Qur'an does not stop with the teaching of excellent morals, it aims to raise a step higher to the perfection of humanity. That is why the Qur'an represents a comprehensive code of teaching and guidance regarding the perfection of man.

It says, "This day have I perfected your religion for you and completed my favour upon you and have chosen for you Islam as religion" (Al-Maida 5:3). This means the climax of religion has been reached in Islam through which a person should be committed wholly to God and should seek salvation through the sacrifice of self in the cause of God.

This third spiritual stage of human advancement requires constancy, firmness and unshaken sincerity under the severest trials. It the love for wealth and kindred in preference to the Will of God comes in the way that amounts to transgression in the sight of God leading to destruction. Hazrat Ahmad says that it is impossible for us to see the living God unless a death comes first over all our passions and desires. The day on which such death overtakes our earthly life is the day of the triumph of spirituality and the day of revelation of the Divine Being.

The total and absolute submission and resignation is found in the Qur'an in these words, "Say, my prayer and my sacrifice and my life and my death are all for the sake of God," (Al-Ana'am 6:162).

God loves those, who love Him, is the Quranic injunction to attain the spiritual status. This is referred to in the Qur'an, "And from among people are those who sell their very selves in return for the pleasure of God: these are they on whom the mercy and blessings of God descend," (Al-Baqara 2:207).

4. Prayers
5. Sacrifices
6. Perseverance
7. The company of the righteous
8. Vision and revelations.

The Physical, Moral and Spiritual states of Human Beings

Using the Quranic sources Hazrat Mirza Ghulam Ahmad brings out three states of man. These are:

1. *Nafs-e ammara* (i.e., The uncontrollable spirit or the spirit prone to evil) -the physical state.
2. *Nafs-e lawwama* (i.e., the self-accusing spirit or conscience) the moral state.
3. *Nafs-e mutmainnah* (i.e., the soul at rest) the spiritual state.

Physical State: The characteristics of this state are that it inclines man toward evil, tends to lea d him into iniquitous and immoral paths. Devoid of moral and spiritual qualities, man is prone to evil and transgression is predominant in him. Every one however is born sinless.

Moral State: When a transformation is worked in the soul from grossness to virtue, from animal passions to reason and knowledge man is free from bestiality and disobedience to virtuous disposition. This condition upbraids a man from the doing of evil deeds and restrains unbridled passion and bestial appetites. The self-accusing spirit upbraids itself from its faults and frailties, yet it is not a complete master of its tendencies nor it is powerful enough to practice virtue exclusively. The soul at this stage is anxious to attain moral excellence and revolts against disobedience but does sometimes deviate from the line of duty. It is a powerful struggle.

Spiritual State: At this stage the soul is freed from all weaknesses and frailties and is braced with spiritual strength. It is perfectly united with God and cannot exist in separation from him.

According to the Muslim Scripture, the physical state of man is closely connected with his moral and spiritual states, so much so that even his modes of eating and drinking play a part in the moulding of his moral and spiritual qualities. If, therefore, his natural desires are regulated, they assume the character of moral qualities and affect his spiritual condition.

It is for this reason that, in all forms of devotion and Islamic prayers and in all injunctions relating to internal purity and moral rectitude, a great stress is laid upon external purity and cleanliness and on the proper attitudes of the body. The physical state of man's life being of such importance to the spirit, the Qur'an has, therefore, applied itself abundantly to the reformation of his physical condition. It gives valuable and minute directions on all matters with which man is concerned.

All his movements, the manner of the satisfaction of all his needs, his family, social and general connections, health and sickness are all regulated by laws and it is shown how external order and purity have their ultimate effect upon the spiritual state of man. As there are threefold natures of man, there are three stages of reformation corresponding to these three factors as set out in the Qur'an.

In the first stage, we are concerned with mere ignorant savages whom it is our duty to raise to the status of cultured beings by teaching them the social laws regulating their mutual relations. When rudiments of social conduct and behaviour have been learnt, man is prepared for the second stage of reformation. He is taught the high and excellent moral qualities and the proper use of his faculties. Those who have acquired excellent morals are then prepared for the third stage and after they have attained to outward perfection, they taste of union with and love of God.

THE PHILOSOPHY OF ISLAM IN THE QURAN
ACCORDING TO HAZRAT AHMAD

Dr. Ejaz A. Qamar

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad wrote a classical essay 'The Teaching of Islam'(later known as the Philosophy of the teachings of Islam) in Urdu language for a conference of religions held in Lahore in 1896. This essay having been published many times over in several languages is an epitome of the entire teaching and spirit of Islam in which all assertions and arguments are based on and drawn from the Holy Qur'an, which he asserts, "has the exclusive excellence over all other Books". The essay dealt with five broad themes set by the moderator of the conference;

1. The physical moral and spiritual conditions of human beings.
2. The state of human beings after life on earth.
3. The object of human life and the means of its achievements.
4. The effect of human actions on life here and hereafter and
5. The source of divine knowledge.

Only two of the above themes will be discussed here using Qur'an as base and what Hazrat Mirza Ghulam Ahmad developed on this base.

The purpose of Human Life and existence:

The most central theme explored by Hazrat Ahmad is the object of man's life on this earth. The Qur'an says, "I have not created the *jinn* and the man but that they should know me and worship me". (Al-Daiyat 51:56).

It is plain from this verse that human beings have no choice in the matter of fixing the aim of their existence. The real object of man's life according to the Qur'an is, therefore a true knowledge and worship of God and a total resignation of his will.

Man is the creature; the Creator who brought him into existence and bestowed upon him higher and more excellent faculties than upon other animals has also assigned an object to his existence.

Islam responds to and supplies the demands of human nature and God has created man after the model of Islam. We read in Qur'an, "Follow the nature made by Allah- the nature in which he has created mankind. There is no altering the creation of Allah. That is the right religion. But most people know not."(Al-Rum 30:30).

The external and internal endowments of human nature give us clearly to understand that the highest object of their creation is the love and worship of God. True happiness, which is generally admitted to be the goal of life, is not attainable through diverse pursuit which human follow but only through God.

Let us put this in juxtaposition to the faculties of animals. Their faculties are so ordered that they are unable to serve a purpose higher than a certain limit, which is the aim of their creator. A bull for instance may be used to till the land or draw water from and it can serve no higher purpose, as this is the aim of its existence. Judging human beings, in the same manner, of all their faculties, which nature has bestowed upon them, the highest is that which awakens them to search after God. This incites them to the noble cause of aspiration of losing their own self in the worship of God and completely submitting them selves to His will.

Hazart Mirza Ghulam Ahmad delineated at least eight means to attain the object.

1. Recognition of God
2. Knowledge of God's perfect beauty
3. Realization of God's goodness

Quranic Revelations

In the context of Quranic revelations, Hazoor explored such interesting and perplexing questions such as:

- Nature of the universe.
- Whether universe is eternal or created.
- Possible manner in which universe might end.
- Origin of life in the form of bacteria.
- Evolution of bacteria to the human.
- Future of life on the earth.
- Possibility of extraterrestrial life.
- Prophecies about the latter days.
- Nuclear holocaust.
- Genetic engineering

Future of Revelation and Prophethood

In this contexts Hazoor discussed the future of revelation and the possibility of future prophets appearing in the world. Hazoor examined various old and contemporary thoughts on the subject. Hazoor explained in detail:

- The expectation of a savior of mankind in number of religions.
- The finality of Islamic law and the finality of Prophet Muhammad as the last Law-Bearing Prophet.
- Concept of the Iqbal that progress of humans makes it unnecessary for any more prophets to appear.
- The Maudoodi concept of prophethood that considers it a trial for mankind and hence a curse.

In the epilogue of the book, Hazoor points out the many blessings of a prophet and explained that the institution of prophethood shall continue forever. In this context Hazoor wrote:

> ***"It is revelation which keeps the lamp of faith alight above all other means of rational and philosophical investigation. Revelation enlightens belief, illuminates the soul and blows the breath of life into faith."***

In the end Hazoor concluded the book with the following parting words.

> ***"What is the sun to the day, a prophet is to the religion. What stars are to a moonless night revelation is to the obscurities of faithlessness."***

Some points of view, mentioned in the book, are unique and may not be available in other earlier or contemporary works on science and religion. Hazoor clearly explained the underlying problems and presented the possible solutions in the light of revelations.

There are so many more ideas and themes in the book that I could not even touch. The best way to benefit from this book is to read it your self.

The book is extremely informative and highly thought provoking. In due course of time, many of the ideas expressed as seeds in this book will be developed by the next generation of researchers into full-blown discoveries.

"Revelation, Rationality, Knowledge, and Truth"

Hazrat Mirza Tahir Ahmad
Khalifatul Masih IV
(From notes of Muhammad Ahmad Shah)

The fundamental point that has been thoroughly and very elaborately discussed in this book is that there is a God, whatever name may be given to this Supreme Being, and His direct guidance is the true source of truth. Furthermore the Quranic revelation is the most accurate of its kind in the world.

This book is designed to fight the arguments of so called rationalism that has tried to undermine the validity of great religions and the concept of the God. Hazoor has exposed the major flaws and fallacies in the arguments of some atheistic philosophers such as Karl Marx, Friedrich Nietsche, Sigmund Freud and others.

Nature and Purpose of Revelation

Hazoor systematically discussed the evolution of man's quest for truth and knowledge and establishes that the best method of achieving true knowledge is through a balanced combination of rationality and revelation.

The book looks at the contribution of philosophy in the pursuit of truth and knowledge. Hazoor examines the contribution of Greek, Muslim and European philosophies and their understanding of a Supreme Being. Then Hazoor describes the generality and nature of the revelation and argues that most of the religions were originally based on prophetic revelations.

Although Muslims acknowledge the universality of prophethood and the origin of all major religions, these facts have rarely been documented through any detailed studies of human history. Hazoor demonstrated that all major religions of the world owe their origin to the revelation and many people normally recognized simply as philosophers and wise men in the history were in fact prophets and messengers of God.

In this context Hazoor demonstrated that Krishna, Buddha, Confucius, Lao-tzu, and Zoroaster were all noble prophets of God. They all received Divine revelations and there is abundant evidence for this in their teachings.

Origin and Evolution of Life

In part V of the book Hazoor deals with the issue of origin and evolution of life on the earth. Hazoor made two important points:

1. The critical aspects of the beginning of life on earth and its ultimate evolution into human being are accurately described in the Holy Qur'an'
2. The course of biological evolution could not have taken place through the principles of "natural selection" and "survival of the fittest" alone.

Hazoor explained that direct intervention by God was necessary to direct the evolutionary process. Towards the right direction without losing considerable precious time.

Regarding the creation of human from clay, Hazoor mentioned the likely role that clay could have played as a catalyst in the primary synthesis of amino acids that are the necessary building blocks of life.

Majlis Ansarullah Canada

An introduction

Majlis Ansarullah Canada is an auxiliary organization of Ahmadiyya Muslim Jama'at Canada. All the male Ahmadies over the age of 40 years are its members. It is divided into two groups; 55 years and over called "Saff-e-Awwal"(the first group) and between 40 – 55 years of age called "Saff-e-Doem" (the second group).

Although Majlis Ansarullah was officially established in 1940 but its aims can be traced back to 1911 when Hazrat Sahibzada Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad Sahib founded it as a result of a vision. The vision inspired him to establish such an 'Anjoman', the sole purpose of whose members should be:

- To acquire religious knowledge,
- Spread the word of God,
- Promote brotherhood,
- Devout themselves fully for the service of religion, and
- Avail every chance of preaching.

Therefore with the permission of Hazrat Maulana Hakim Nooruddin Sahib (Khalifatul Masih I) he established it and suggested the name 'Anjoman Ansarullah' and published an article entitled "Man Ansari Ilallah" in the newspaper "al-Badr" dated February 23, 1911 and invited members of the Jama'at to join the 'Anjoman Ansarullah'.

According to God's plan, on March 14, 1914, he was selected as Khalifatul Masih II. After being elected to this supreme position he infused the same spirit among all the members of Jama'at, that he wanted among the members of 'Anjoman Ansarullah' only. In fact, in order to move fast, he divided the members of the Jama'at into three organizations and announced it in his Friday sermon of July 26, 1940:

- First one Atfalul Ahmadiyya
  7 to 15 years.
- Second Khuddamul Ahmadiyya
  15 to 40 years.
- Third Ansarullah
  40 years and over.

The initial program of Majlis Ansarullah, that was prepared in the light of Hazoor's sayings, contained the following:

a) Regularity in Congregational Prayers.
b) Education of illiterates.
c) Propagation of Islam and Ahmadiyyat.
d) Publication of literature.

Following are the names of the heads of Majlis Ansarullah in chronological order.

1. Hazrat Maulvi Sher Ali Sahib
2. Hazrat Chauhdry Fateh Mohammad Syal Sahib
3. Hazrat Mirza Aziz Ahmad Sahib
4. Hazrat Mirza Nasir Ahmad Sahib
5. Hazrat Mirza Tahir Ahmad Sahib
6. Chauhdry Hamidullah Sahib

On November 3, 1989 Hazrat Khalifatul Masih IV announced, in the Friday sermon, that from now onwards all the auxiliary organizations, including Majlis Ansarullah, in all countries will work directly under Hazoor's supervision and respective head of each organization in every country will be called Sadr.

Since then Majlis Ansarullah Canada is working independently under the guidance of Amir Jama'at Canada and reporting directly to Hazrat Khalifatul Masih IV. Following are the names of Sadr Majlis Ansarullah Canada after this change:

1. Muniruddin Obaidullah Sahib
2. Syed Mohammad Ahmad Shah Sahib
3. Kaleem Ahmad Malik Sahib

Message of Respected Amir and Missionary Incharge Jama'at Ahmadiyya Canada

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful

Respected Sadr Sahib,
Majlis Ansarullah, Canada

Asslaom-o-Aleikum Warahmatullahe,

I was extremely pleased to learn that Majlis Ansarullah, Canada will commence publishing its own magazine by the name of "Nahnu Ansarullah" in near future. We glorify Allah for that. May Allah make the publication of this magazine a source of immense blessings for all of you. (Amen)

The name that you have selected for this magazine is very appropriate. "Nahnu Ansarullah" means that we are helpers in the cause of Allah. One of its meanings is that we are the servants of Allah or we are the followers of His commandments. The word "Nahnu Ansarullah" has been used twice in Holy Qur'an. Firstly in Surah Al- Imran (3) Verse 53 and secondly in Surah Al-Saff (61) Verse 15. These words have been used at both occasions as regards to the disciples of Jesus Christ. It is narrated in Al-Imran that when Jesus Christ sensed that people at large would not accept him as a prophet of Allah, he asked his disciples that who among them would be prepared to help him to achieve promulgation and propagation of word of God. At that the disciples replied that we are the helpers in the cause of Allah. However, in Surah Al-Saff, Muslims have been commanded to become "Ansarullah" and Allah used word "Kuma" as a similitude to ask Muslims to become helpers in the cause of Allah as the disciples of Jesus Christ became helpers in the cause of Allah. It is not correct to assume that only disciples of Jesus Christ were to become helpers in the cause of Allah; it is the believers who have been commanded to become "Ansarullah" Promised Messiah (A.S.W.) personified the sterling qualities of Jesus Christ and we the followers of Promised Messiah (A.S.W.) are like the disciples of Jesus Christ. As Promised Messiah (A.S.W.) outshines Jesus Christ by virtue of his being the servant of Hazrat Mohammad Mustafa (S.A.W.), similarly, we the followers of Promised Messiah (A.S.W.) must outshine the disciples of Jesus Christ in the service of Allah and His Din. Hazrat Masih-e- Maud (A.S.W.) says in one of his couplets:

"Stop mentioning about son of Mary"
"Ghulam-e-Ahmad is better than him"

Promised Messiah (A.S.W.) 's superiority over Jesus Christ is by virtue of his being a very obedient servant of Hazrat Mohammad Mustafa (S.A.W.) Likewise, the secret of our superiority as well lies in our unconditional and unrelenting obedience of Hazrat Mohammad Mustafa (S.A.W.) and Promised Messiah (A.S.W.). Merely talking and boasting about our superiority over Jesus Christ has no significance whatsoever. We have to establish it by matching our deeds with what we profess and by offering huge sacrifices in the cause of Allah. Our claiming superiority over the disciples of Jesus Christ is very lofty claim. It requires us to work day in and day out in the cause of Allah. May Allah enable us to become "Ansarullah" in a very real sense of the word and may He enable us to outpace and excel over those who were ahead of us. (Ameen)

Wassalam

Naseem Mahdi

Nahnu Ansarullah

A magazine of Majlis Ansarullah Canada
June 2000

Amir & Missionary Incharge *Maulana Naseem Mahdi*
Sadr Majlis Ansarullah Canada *Kaleem Ahmad Malik*
Manager & Chief Editor *Mohammad Zubair Mangla*
Editor Urdu *Nasir Ahmad Vance*
Editor English *Dr. Sajid Ahmad*

Address:
Nahnu Ansarullah
10610 Jane Street
Maple, ON L6A 1S1
Phone # 905-832-669 Fax # 905-832-3220

Table of Contents

- Al Qur'an 3
- Message of Maulana Naseem Mahdi Amir & Missionary Incharge 4
- Majlis Ansarullah Canada 5
- An Introduction to Revelation, Rationality Knowledge and Truth 6
- Philosophy of Teaching of Islam 7
- Congregational Prayers 13
- Majlis Amila 2000 18
- Waiting For A Miracle To Happen 19

Future of Ahmadiyyat

(Promised Messiah A.S.)

The Promised Messiah (A.S) in his book *Tazkarah-tush-Shahadatain* (تذكرة الشهادتين) in the year 1903 A.D wrote:

O mankind! hearken, this is the prophecy of God who made the heavens and the earth. **He will spread this Movement in all countries and will give it supremacy over all through reason and argument.**

Remember, no one will descend from heaven. All our opponents who are living at present will die and not one of them will see Jesus, Son of Mary, descend from the sky and then their children who survive them will also pass away and none of them will see Jesus, Son of Mary, coming down from the heaven. Generations of their posterity will also perish and they, too, will not see the Son of Mary descending from Heaven.

Then God will create restlessness in their hearts; that the days of the glory of the Cross had passed away and the world had taken another shape, but Jesus, son of Mary, had still not come down from the sky. Then all the wise people will discard this belief and the third century from today will not have completed when all those who had been waiting for Jesus, both Muslims and Christians, will despair of his coming and entertain misgivings and shall give up their belief and there will be only **one faith in the world and one preceptor**.

I came only to sow the seed. That seed had been sown by my hand. It will now grow and blossom forth and none dare retard its growth. (Pages. 64-65)

Ansarullah Pledge

انصاراللہ کا عہد

Hazrat Khalifatul Masih II, May Allah be pleased with him, approved the following pledge for the members of world wide Majlis Ansarullah in October 1956, at the occasion of Annual Ijtema of Majlis Ansarullah held in Rabwah, Pakistan.

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

I solemnly pledge that I shall endeavor throughout my life for the propagation and consolidation of Islam and Ahmadiyyat and shall stand guard in defense of the institution of Khilafat. I shall not hesitate to offer any sacrifice in this regard. Moreover, I shall exhort all my children to always remain dedicated and devoted to Khilafat.
Insha'Allah Ta'ala.

Al-Quran

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَٰرِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَٰمِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَٰتٌ وَمَسَٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ۝

Those who have been driven out from their homes unjustly only because they said, "Our lord is Allah" - And if Allah did not repel some men by means of others, there would surely have been pulled down cloisters and churches and synagogues and mosques, wherein the name of Allah is oft commemorated. And Allah will surely help one who helps Him. Allah indeed Powerful, Mighty- Chapter 22:40-41.

Hadith

يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤسًا جهالاً فسئلوا فافتوا بغير علم فضلّوا و اضلّوا (بخارى)

Narrated `Abdullah bin `Amr bin Al-`Aas: I heard Allah's Apostle saying, "*Knowledge will continue to erode by the the death of scholars till a time when no learned man remains. People will then take as their leaders ignorant persons who, when consulted, will give their verdict without knowledge. As such, they will stray away and will lead the people astray.*" (Bukhari)

14TH SALANA IJTEMA
MAJLIS ANSARULLAH, CANADA
SEPTEMBER 25 & 26, 99

Nahnu Ansarullah

A magazine of Majlis Ansarullah Canada
June 2000